بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

شمارہ: 127	مارچ 2017ء	ہدیہ: 50 روپے

بانی ایڈیٹر: ابوالعرفان علامہ محمد بشیر براہ والے (مرحوم)

ایڈیٹر: ظفر علی آخوند

اہتمام: نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان (NYF)

کمپوزکاری: تصوف نیشنل لائبریری علی پورا اسلام آباد

ٹائٹل ڈیزائن: شعبہ آئی ٹی شاہ ہمدان تحقیقاتی ادارہ برائے تصوف

پوسٹل ایڈریس: A- 358 سیکٹر G-6/1 اسلام آباد پاکستان

ای میل ایڈریس: nawaesufia_intl@yahoo.com,

info@nawaisufia.com

ویب سائٹ: www.nawaisufia.com

اکاؤنٹ نمبر: 8-1773-010، UBL سیکرٹریٹ برانچ اسلام آباد

ایڈیٹر اینڈ پبلشر ظفر علی نے ظفر گرافک پرنٹرز، آئی نائن فور، اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر نوائے صوفیہ A-358، G-6/1-1، اسلام آباد سے شائع کیا۔

فہرست مضامین

بیادبوافقیرؒ

استادمحمد حنیف (گولڈمیڈلسٹ)،نچلو

سینے سے ترا درد مٹایا نہ جائے گا
اے بوا فقیر تجھ کو بھلایا نہ جائے گا

تو صوفیوں کے سر پہ تھا چوں سائیہ ہما
احسان ترا ہم سے چکایا نہ جائے گا

پشت و پناہ ملتِ نوربخش کا تو نقیب
وہ آفتاب لوٹ کر لایا نہ جائے گا

نعرہ دیا دوامِ وضو، توبہ و ذکر
اب یہ مشن کسی طرح چھوڑا نہ جائے گا

ایسی جگہ گیا تو مریدوں کو چھوڑ کر
چاہا بھی تو دیدار کرایا نہ جائے گا

آنسو بہاؤں خون کا پھر اور کیا کروں
سینے کا داغ ہم سے چھپایا نہ جائے گا

وہم و گمان میں نہ تھا تو روٹھ جائے گا
صورت دوبارہ ہم کو دکھایا نہ جائے گا

مری دعا ہے تجھ کو خدا مغفرت کرے
یہ صدمہ تو حنیفؔ اٹھایا نہ جائے گا

☆☆☆☆☆

وصولیات نمائندوں اور قارئین سے

این وائی ایف پاکستان

نمائندوں اور قارئین سے شمارہ نمبر 126 سے موصول شدہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	علاقہ	تعداد	فروخت	رقم	وصول شدہ رقم	بقایا رقم	نام نمائندہ	کیفیت
1	کراچی	120	110	4,480/-	4,400/-	0	بیگو دنیال	
2	لاہور	15	15	600/-	0	600/-	علی راجو	
3	راولپنڈی، اسلام آباد	35	35	1,400/-	600/-	800/-	زمرد حسین	
4	گلگت	40	40	1,600/-	0	1,600/-	شاہ نواز لقدوم	
5	سکردو, شگر	235	235	9,400/-	9,400/-	0	شبیر حسین، شیر علی	
6	خپلو	180	180	7,200/-	7,200/-	0	معراج	
7	کھرکوہ	15	15	600/-	600/-	0	اقبال نمبردار	
8	انڈیا	20	20	------	------	------	حبیب اللہ کھربو	اعزازیہ
9	علی پور	20	15	600/-	600/-	0	مظفر علی اخوند	2 اعزازیہ
10	مشہ بروم	140	140	5,600/-	5,600/-	0	ریاض مہدی	
11	پشاور	15	15	600/-	600/-	0	غلام حیدر	
12	برلو	40	40	1,800/-	1,800/-	0	ہدایت براہوی	
13	کورو، غواڑی	40	39	1,560/-	1,560/-	0	غلام عباس	
14	واہ کینٹ، چکری روڈ	30	30	1,200/-	1,200/-	0	نثار چوہان، اعظم	
15	ڈاغونی	15	15	600/-	0	600/-	عباس عاصی	
16	بلغار	15	15	600/-	0	600/-	سید ریاض	
17	چھوربٹ	70	70	2,800/-	2,800/-	0	بوا ہدایت	
18	کل میزان	**1,045**	**1,034**	**40,760/-**	**36,360/-**	**4,200/-**		

نوٹ: تمام نمائندوں سے گزارش ہے کہ نوائے صوفیہ کی بروقت اشاعت کے لیے واجب الادا رقم جلد از جلد ارسال کریں ۔ شکریہ!

تفکر و تذکر

موجودہ صورت حال اور ہماری ذمہ داریاں

ادارہ

اللہ رب العزت قرآن مجید فرقان حمید میں اہمیت علم کے بیان میں فرماتے ہیں:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ o (الزمر آیت ۹)

"کہہ کیا برابر ہوتے ہیں وہ لوگ کہ جانتے ہیں اور وہ لوگ کہ نہیں جانتے۔ سوائے اس کے نہیں کہ نصیحت پکڑتے ہیں صاحبِ عقلِ خالص کے۔"

ملتِ صوفیہ نوربخشیہ حال ہی میں ایک عظیم سانحے سے دوچار ہوئی ہے۔ یہ سانحہ حاملِ لوائے فقیر حقیقی جناب فقیر محمد ابراہیم صاحب کا سانحۂ ارتحال ہے۔ نوائے صوفیہ کا موجودہ شمارہ جناب بوا فقیر صاحب مرحوم کا یادگاری نمبر ہے۔ اس مقام پر ہم گزشتہ شمارے سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں:

"قبلہ بوا فقیر صاحب ۲۱ اگست ۲۰۱۶ء کو اپنے چاہنے والوں کو داغِ مفارقت دے گئے ہیں۔ آپ کی وفات سے نہ صرف ملتِ صوفیہ نوربخشیہ بلکہ جملہ مسالکِ اسلام کے متعلقین نہایت سوگوار ہیں۔ آپ ایک وسیع النظر بزرگ تھے اور ہر فرقے کے لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل تھے۔ ادارۂ نوائے صوفیہ اس عظیم سانحے میں تمام برادرانِ ملت کے ساتھ برابر کا شریک ہے۔ اب ضروری ہے کہ ہم سب بوا مرحوم کے عظیم دینی مشن کو جاری و ساری رکھنے کی کوشش کریں۔ عبادت و ریاضت، ذکر و فکر اور اعتکاف نشینی کا جو فقید المثال نظام انہوں نے قائم کیا ہے، اسے جاری و ساری رکھنا ان کے تربیت یافتہ شاگردوں کی اولین ذمہ داری ہے۔

اس موقع پر ہمیں اس بات کا بھی عہد کرنا چاہیے کہ ہم ملتِ صوفیہ نوربخشیہ کے صفوں میں اتحاد و اتفاق قائم کریں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم آپس کے چھوٹے چھوٹے اختلافات اور مناقشات کو ختم کر کے دینِ اسلام اور مسلکِ صوفیہ نوربخشیہ کے عظیم تر مفاد کے لیے کام کریں۔ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ تحریکِ نوربخشیہ عالمِ اسلام میں موجود اختلافات کو ختم کر کے پوری امتِ مسلمہ کو ایک پلیٹ فارم پر یکجا کرنے کی تحریک ہے۔ چنانچہ ضروری ہے کہ اگر اس مسلک کے اپنے پیروکاروں اور علما کے درمیان اگر بعض معمولی اعتقادی اور عملی اختلافات موجود بھی ہیں تو ان کو ختم کریں۔

مرکزی خانقاہِ معلیٰ چھلو بلتستان حضرت میر مختار اخیارؒ کی عظیم یادگار ہے۔ ماضی قریب میں اس خانقاہ کی توسیع کے سلسلے میں گراں قدر کام ہوا ہے اور یہ خانقاہ انشاء اللہ العزیز پورے برِاعظم ایشیاء کی سب سے بڑی خانقاہ کے طور پر جانی جائے گی۔ جملہ اہلِ صوفیہ نوربخشیہ کی ذمہ داری ہے کہ اس عظیم خانقاہ کو عبادت، ذکر اور اعتکاف کی مبارک محفلوں سے آباد کریں۔ اس سلسلے میں علمائے صوفیہ نوربخشیہ کو خصوصی کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ درس و تدریس کے نظام کو مستحکم کیا جائے۔ جامعہ شاہ ہمدان کی عظیم الشان عمارت کی تعمیر تو مکمل ہو چکی ہے مگر اس جامعہ کو ایک بین الاقوامی معیار کی تصوف یونیورسٹی کا درجہ دینے کے لیے جہد و کاوش کی ضرورت ابھی باقی ہے۔ نشر و اشاعت کے میدان میں بھی قبلہ بوا مرحوم کی خواہش پر اہلِ صوفیہ نوربخشیہ کے مخلصین کے مساعی اور تعاون سے شاہ ہمدان پریس اینڈ پبلی کیشنز اور انٹرنیشنل شاہ ہمدان تحقیقاتی ادارہ کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے۔ ان اداروں کے زیرِ انتظام امید ہے کہ مستقبل قریب میں سلسلۃ الذہب کے عظیم صوفیا کی

تصانیف کو منظرِ عام پر لایا جائے گا۔ ان اداروں کے ساتھ تعاون تمام اہلِ صوفیہ نوربخشیہ کا بنیادی فریضہ ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اغیار کی سازشوں سے باخبر رہیں اور ان عظیم تعمیری منصوبوں کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا کرنے والوں سے نہ صرف ہوشیار رہیں بلکہ ان کا کڑا احتساب بھی کریں۔

جناب بوفقیر صاحب مرحوم کا ایک اہم مشن نوجوانوں کو جدید سائنسی تعلیم سے روشناس کرانا تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے وہ ہمیشہ ایک جدید سائنسی یونیورسٹی کے قیام کا خواب دیکھتے رہے۔ اب ہماری اربابِ حل وعقد سے گذارش ہے کہ اس عظیم سماجی مصلح کے دیکھے ہوئے خواب کو شرمندۂ تعبیر بنانے کی غرض سے اس علاقے میں شرحِ خواندگی کو سو فیصد بڑھانے کے لیے اپنی تمام مساعی اور وسائل بروئے کار لائیں۔ ماضی قریب میں اہلِ صوفیہ نوربخشیہ کو کئی خوش خبریاں سننے کو ملی ہیں۔ نوربخشی کتابوں کی انٹرنیٹ اور موبائل پر دستیابی ایک اہم پیش رفت ہے۔ حال ہی میں معروف کشمیری سکالر ڈاکٹر غلام رسول جان کی گراں قدر تحقیق کے ساتھ 'تحفۃ الاحباب' کا متن ترجمے کے ساتھ شائع ہوا ہے جسے اس محقق نے نوربخشی تاریخ کا انسائیکلو پیڈیا قرار دیا ہے۔ پاکستان میں اس کتاب کی اشاعت وقت کی اہم ضرورت ہے جس کے نتیجے میں مسلکِ نوربخشیہ کے تعارف کے باب میں اہلِ علم کے لیے ایک اہم تحقیقی مواد کی دستیابی ممکن ہو جائے گی۔

انشاء اللہ العزیز ہم جناب بوفقیر صاحب مرحوم کے مشن کو جاری وساری رکھیں گے اور مسلکِ صوفیہ نوربخشیہ کی ترقی اور عروج کے لیے اپنی تمام کاوشیں بروئے کار لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ مرشدِ کامل جناب فقیر محمد ابراہیم صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے لواحقین اور اہلِ ارادت کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔''

یہ حقیقت ہے کہ جناب فقیر محمد ابراہیم صاحب مرحوم کی وفات حسرت آیات کے بعد ملتِ نوربخشیہ تاریخ کے ایک نازک مقام پر کھڑی نظر آتی ہے۔

ہم نے ابتدا میں اہمیتِ علم کے سلسلے میں خالقِ کائنات کا ارشاد قرآنِ مجید فرقانِ حمید سے نقل کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ یقیناً کسی قوم کا عروج وزوال علم سے وابستہ ہے اور فی زمانہ وہی قومیں بامِ عروج تک پہنچی ہوئی ہیں جو علم ودانش کی اہمیت سے خوب آگاہ ہیں اور اس کی ترویج اور اشاعت میں مصروف ہیں۔ ظاہری اعتبار سے دیکھا جائے تو اس وقت دنیا کی بہترین یونیورسٹیاں امریکہ اور یورپ میں ہیں اور یہی ان کی سائنسی، سیاسی اور معاشی قوت اور برتری کا راز ہے۔

دینی محاذ پر بھی علم کی اہمیت اور ضرورت سے کسی طرح انکار نہیں کیا جا سکتا۔ جس دین کا نقطۂ آغاز ہی اقراء ہو وہ تعلیم وتدریس کی اہمیت سے کیسے روگردانی کر سکتا ہے۔ یہ حقیقت محتاجِ دلیل نہیں کہ تمام علومِ دینیہ کا ماخذ ومنبع قرآن وسنت ہے۔ قرآن ہی وہ ام الکتاب ہے جس سے اسلامی دنیا میں ایک عظیم الشان علمی روایت کی ابتدا ہوئی اور تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، علم کلام غرض علم کے بے شمار ضابطے وجود میں آئے۔

بزرگانِ سلسلۃ الذہب الصوفیہ نے بھی تعلیم وتدریس اور نشر واشاعت کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس میدان میں قابلِ قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے مرشدانِ حقیقت خصوصاً حضرت شیخ نجم الدین کبریٰؒ، حضرت شیخ عبدالرحمٰن اسفرائنیؒ، حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانیؒ، حضرت میر سید علی ہمدانیؒ، حضرت میر سید محمد نوربخشؒ، اور حضرت شیخ شمس الدین اسیری لاہیجیؒ وغیرہم نے تصنیف وتالیف کی اہمیت کا احساس فرماتے ہوئے کثیر تعداد میں کتابیں اور رسائل تصنیف کیے جو صوفیہ نوربخشیہ کا عظیم علمی ورثہ ہے۔

یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ گزشتہ نصف صدی میں صوفیہ نوربخشیہ کے ہاں نشر واشاعت کے سلسلے میں علمائے کرام نے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ ان علما کے پیش رو حضرت ابوالعرفان علامہ محمد بشیر مرحوم تھے جنہوں نے 'الفقہ الاحوط'، 'کتاب الاعتقادیہ' اور 'دعواتِ صوفیہ' جیسی کتابوں کا اردو ترجمہ کر کے تعلیم یافتہ طبقے کی دینی مسائل تک رسائی کو آسان بنایا۔ حضرت علامہ مرحوم کے بعد جناب غلام حسن حسنو،

جناب مفتی علی محمد ہادی، جناب مولانا شکور علی انور اور بعض دیگر علما نے نوربخشی اسلاف کی گراں قدر تصانیف کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے، جس کے نتیجے میں ہماری کتابوں کی ایک کثیر تعداد اردو دان طبقے کی پہنچ میں آئی ہے۔ علاوہ ازیں جیسا کہ اوپر نشاندہی کی گئی ہے کہ درس و تدریس کے میدان میں بھی جامعہ شاہ ہمدان اور مرکزی دارالعلوم صوفیہ نوربخشیہ خپلو گراں قدر خدمات سرانجام دینے میں مصروف ہیں۔ نشر و اشاعت کے میدان میں نوائے صوفیہ کی خدمات اہم اور دور رس نتائج کی حامل ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے دینی معاملات اور شرعی امور میں اپنے علمائے کرام سے رہنمائی حاصل کریں جو اس بحر کے حقیقی شناور ہیں۔ ریاضت و اعتکاف کا شعبہ یقیناً اہم ہے جس کی بدولت بہت سے افراد ملت خاص کر نوجوان طبقے میں عبادت و ریاضت اور ذکر و اذکار سے رغبت پیدا ہوئی ہے اور اس باب میں جناب فقیر محمد ابراہیم صاحب مرحوم کے تربیت یافتہ شاگردوں کی مساعی گراں قدر ہیں لیکن خالص شرعی امور میں رہنمائی کے لیے بہر حال علمائے شریعت سے ہی رجوع کرنا ہوگا، کیونکہ وہی اس شعبے کے مستند ماہر ہیں۔ اس کی مثال یوں ہے کہ ہمیں اپنی جسمانی بیماریوں کے علاج کے لیے مستند ڈاکٹر سے طبی مشورہ لینا پڑتا ہے۔ اکثر بیماریاں دام دارو، جادو ٹونے اور ٹوٹکے سے ٹھیک نہیں ہوسکتیں جب تک مستند ڈاکٹر سے علاج نہ کروایا جائے۔ اسی طرح امور شرعیہ میں بھی ہمیں علمائے کرام سے رجوع کرنا ہوگا۔ اس سلسلے میں علمائے صوفیہ نوربخشیہ کی ایک سپریم کونسل پہلے سے موجود ہے جسے مزید فعال بنانے کی ضرورت ہے تاکہ مجموعۂ شریعت محمدیہ الفقہ الاحوط کی روشنی میں فتویٰ اور قضاوت کے امور میں عوام کی رہنمائی کا تسلی بخش سامان فراہم ہو سکے۔

اسی طرح نشر و اشاعت کے میدان میں جاری کاوشوں کو بھی مزید تقویت دینے کی ضرورت ہے۔ صرف دو تین کتابیں کافی نہیں ہیں، ہمارے اپنے اسلاف کے تمام تر علمی ورثے کی حفاظت اور اس کی نشر و اشاعت کا بندوبست کرنا ہوگا اور اس سلسلے میں شاہ ہمدان پریس اینڈ پبلی کیشنز کو مضبوط اور فعال بنانا ہوگا جس کے قیام کے لیے قبلہ بوا ابراہیم صاحب مرحوم نے افراد ملت سے خصوصی حلف لیا تھا۔

علمائے صوفیہ نوربخشیہ اور جناب بوا ابراہیم صاحب مرحوم کے روحانی شاگردوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے کہ ملت صوفیہ نوربخشیہ میں موجود ہر طرح کے افتراق و انتشار کو ختم کر کے اتحاد و اتفاق کو فروغ دیں، تاکہ صوفیہ نوربخشیہ حضرت میر سید علی ہمدانیؒ اور حضرت میر سید محمد نوربخشؒ کی تمناؤں کی آئینہ دار اتحاد بین المسلمین اور رفع اختلاف کی حقیقی نمائندہ تحریک بن سکے اور عالم اسلام میں موجود فرقہ واریت، تعصب اور انتہا پسندی کا قلع قمع کرنے کے لیے ایک رول ماڈل بن سکے۔

اللہ تعالیٰ قبلہ بوا فقیر مرحوم کے درجات میں اضافہ فرمائے اور ہمیں ان کی امنگوں کے مطابق فروغ علم و عبادت کے لیے اپنا کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: التصوف

حالت دنیاوی مال و اسباب سے خود کو خالی کرنا اور باطنی حالت غیر اللہ سے ہٹ کر اللہ کی یکتائی کو اپنانا ہوتا ہے۔ نیز ارشاد فرمایا ہے جو شخص فقراء کے لئے وقف کرے تو مناسب ہے کہ بدعتی لوگوں سے حقیقی فقراء کا احتیاط کر کے حقیقی فقراء اللہ کے وہ اولیاء کرامؒ ہیں جو عاملین شریعت، مجاہدین طریقت اور حاملین صفات کمال ہوتے ہیں۔

الفناء: لغت میں فنا کے معنی نیستی اور مٹ جانا ہے۔ اصطلاح تصوف میں فنا کے معنی بندے کی صفات بشری سے بری ہو جانے کا نام ہے۔ دوسرے الفاظ میں سالک کے اوصاف اور افعال مذمومہ سے پاک ہو کر اوصاف و افعال محمودہ سے متصف ہوتا ہے۔

تصوف کے اوصاف: نظریں نیچے، خیالات اونچے، فکر وسیع، دل شہنشاہ، طبیعت فقیرانہ، ذہن خزانہ، زبان بہادرانہ، کان حق سننا، ناک راہ عبری، اخلاق پیغمبری، ہاتھ سینے پر، قدم نفس پر اور جوانی جنگی ہوتی ہے۔

تصوف تو حسین ابن علی جیسوں کا مذہب ہے
عمل مشکل مگر کہنا بہت آسان ہے صوفی

تصوف

التصوف

شازیہ کندی

قال امیر المومنینؑ:

التّصوف اَربَعَۃُاحرُفٍ تاء،صاد،واو،فاء التاء: تَرکٌ وَتُوبہ وَتُقی الصاد:صبرٌ وَصِدقٌ وَ صَفَاءَ الواو: وِردٌ وَوُدٌ وَ وَفَاء الفاء: فَرْدٌ وفقرٌ وَفِنَاء۔

ترک: **ترک** کا مطلب ترک دنیا ہے۔اورترک دنیا کا مطلب یہ نہیں کہ معاشرے سے لاتعلقی اختیار کر کے کسی گوشہ تنہائی میں بیٹھ جائیں۔بلکہ دنیاوی محبت کو دل سے نکالنا ہے۔جیسا کہ شاہ سیّد محمد نوربخشؒ نے الفقہ الاحوط میں ارشادفرمایا ہے۔تَركُ الدُّنيا زُهُوزاء سُ كُلِّ عِبادۃٍ. اسی طرح حضرت علیؑ فرماتے ہیں۔

اے دنیا! دور ہو جاؤ مجھ سے۔کیا میرے سامنے اپنے آپ کو لاتی ہے؟ یا میری دلدادہ یا فریفتہ بن کرآتی ہے؟(تیرا وہ وقت نہ آئے کہ تو مجھے فریب دے سکے۔)بلکہ یہ ہوسکتا ہے کہ کہیں اورکو چل دے مجھے تیری خواہش نہیں ہے۔میں تو تمہیں تین بار طلاق دے چکا ہوں کہ جس کے بعد رجوع کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔تیری زندگی تھوڑی ہے اور تیری اہمیت بہت کم۔افسوس! زادِ راہ تھوڑا اور راستہ طویل،سفر دوردراز اورمنزل سخت ہے۔آپؑ کے اس فرمان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ترک دنیا سے مراد دنیا کی محبت اور حصول دنیا کی خواہشات کوترک کرنا ہے۔اور آپؑ نے معاشرے سے بائیکاٹ نہیں کیا بلکہ آپؑ نے لوگوں کے درمیان رہ کر جسموں اور دلوں پر حکمرانی کی۔

توبہ: تا سے مراد توبہ کرنا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ التحریم میں ارشادفرمایا ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ

ترجمہ: اے ایمان والو!تم توبہ کرو اللہ کی طرف خالص توبہ۔

گناہ سے نجات کے لیے پہلا قدم توبہ ہے۔ایسی توبہ جو ہر لحاظ سے خالص ہو،ایسی توبہ جوانسان کو ہمیشہ گناہ اورنافرمانی سے دور کردے پھر اس گناہ کی طرف بازگشت نہ ہو۔

نصوحٌ نصح بروزن **صُلحٌ** کے مادہ سے ہے۔ خالص خیرخواہی کے معنی میں ہے اسی لیے خالص شہد کو ناصح کہتے ہیں۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے توبہ نصوح کے بارے میں حضورؐ سے سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا۔

توبہ کرنے والا اس طرح توبہ کرے کہ پھر سے کسی طرح بھی گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسا کہ دودھ کبھی پستان کی طرف نہیں لوٹتا۔اگرگناہ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہوتو توبہ کے تین شرائط ہیں۔

۱۔گناہ کوترک کرنا۔

۲۔گناہ پر شرمسار ہونا۔

۳۔آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم کرنا۔

اگر ان میں سے کوئی شرط معدوم ہو جائے تو درست نہیں ہوگی۔اگرگناہ کا تعلق کسی بندے کے حق سے ہوتو پھر اس کی چار شرائط ہیں۔تین مذکورہ بالا اور چوتھی یہ کہ حق والے کے حق سے بری الذمہ ہو۔اگر وہ حق مال وغیرہ کی قسم سے ہوتو اُس کو واپس کرے۔اگر وہ حق تہمت وغیرہ ہوتو اس کو اپنے اُوپر اختیار دے یا اُس سے معافی مانگے اوراگر غیبت وغیرہ ہوتو بھی اُس سے معافی مانگے۔

تقی: **تاء** سے مراد تقیٰ یعنی تقویٰ ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشادفرماتا ہے۔**اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰكُمْ**۔ (سورۃ الحجرات آیت ۲۱۔۱۳)

ترجمہ: بے شک اللہ کے ہاں تم میں سے سب سے عزت والا وہ ہے

جس کے پاس تقویٰ ہو۔

تقویٰ: ہر وہ چیز جو بُرائی کی طرف لے جاتی ہو اس سے اجتناب کرنے کو تقویٰ کہتے ہیں۔

حضورؐ کی دعا: حضرت ابو ھریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے (سورۃ الشمس کی آیت نمبر ۸) تلاوت کی اور اس کے بعد دعا مانگی الٰہی میرے نفس کو پاک تقویٰ عطا فرما اور تو ہی اس کو پاک فرما تو بہترین پاک کرنے والا ہے۔

الصدق: صاد سے مراد صدق یعنی سچائی اختیار کرنا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یَآاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُو اتَّقُو اللّٰہَ وَکُونُوْمَعَ الصَّادِقِیْنَ. (سورہ توبہ: ۱۱)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

قَالَ رَسُوْلُ الصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُھْلِکُ۔

ترجمہ: سچائی نجات دیتی ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔ سچوں کا راستہ کامیابی کا راستہ ہے یہی وجہ ہے کہ تمام مومن مسلمان پانچ وقت کی نمازوں میں اِھْدِنَاالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم کہہ کر اللہ کے حضور میں التجا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صلحاء کا راستہ دکھا۔ صراط المستقیم وہ راستہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان عظیم ہستیوں پہ انعام فرمایا تھا۔

الصبر: انسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ آرام و راحت تکلیف و پریشانی نعمت میں شکر الٰہی کی تلقین اور تکلیف میں صبر کرنا۔ صبر کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ محرمات اور معاصی کے ترک اور اس سے بچنے پر لذتوں کے قربان اور عارضی فائدوں کے نقصان پہ صبر۔

۲۔ احکام اللہ بجا لانے میں جو مشقتیں اور تکالیف آئیں انہیں صبر و ضبط سے برداشت کرنا۔

قرآن مجید میں متعدد جگہوں پہ اللہ تعالیٰ صبر کی تلقین فرماتا ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَ بَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ.

ترجمہ: اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے۔ دشمن کے ڈر سے، بھوک سے، مال و جان اور پھلوں کی کمی سے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجیے۔ فرمان حضرت علیؓ ہے۔ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو جسم سے ہے جس طرح سر کے بغیر جسم کا وجود ممکن نہیں اس طرح صبر کے بغیر ایمان کا وجود محال ہے۔

الصفاء: **صاد** سے مراد صفاء ہے یعنی صفائے قلب حاصل کرنا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قَدْاَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی (سورۃ اعلیٰ آیت ۱۴)

ترجمہ: بے شک اس نے فلاح پائی جس نے اپنے نفس کو پاک کیا۔ اس سے پتہ چلا جو شخص اپنے آپ کو اخلاق حسنہ سے آراستہ کرتا ہے اس کی فطرت صحیح نشو نما پاتی ہے اس کی قوت و توانائی میں اضافہ ہوتا ہے ایسا شخص اپنے اندر ایسا عزم اور ہمت محسوس کرتا ہے کہ وہ مشکل سے مشکل کام کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔ اس کی زندگی کا دامن اعمال حسنہ اور روشن کارناموں سے لبریز ہوتا ہے۔ اس کی روحانی قدرتیں بیدار ہو جاتی ہے اور آخر کار وہ اس منزل پر فائز ہو جاتا ہے۔ جس کے بارے میں حدیث قدسی میں فرمایا ہے۔

ترجمہ: میرا بندہ نوافل کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے کوئی سوال کرتا ہو تو میں اسے عطا کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں ضرور اس کو پناہ دیتا ہوں۔ (بحوالہ تفسیر الصالحین و تفسیر ضیاء القرآن جلد ۵+)

الورد: واؤ سے مراد ورد کرنا ہے۔ یعنی ورد و اذکار جو ہمیشہ بجا لایا جائے اُسے وظیفہ کہتے ہیں۔ الحمد للہ مذہب صوفیہ نوربخشیہ ذکر و اذکار اور دعاؤں کی دولت سے مالا مال ہے۔ گزرے ہوئے صوفیائے کرام اور اولیاء کاملین کی سیرت پہ چلتے ہوئے اوراد عصریہ اوراد فتحیہ اور دعائے

مجیہ پڑھتے رہتے ہیں۔اس کے علاوہ دنوں کے وظائف اور پانچوں اوقات کی نمازوں کے بعد اوراد خمسہ اور تسبیحات مخصوصہ بھی پڑھتے رہتے ہیں۔اور اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: اے اہل ایمان اللہ کو کثرت سے یاد کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح بیان کرتے رہو۔(سورۃ احزاب آیت ۴۲۔۴۱)

اوراد و اذکار کے بارے میں حضورؐ کا فرمان:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا مجھے ایسی قوم کے ساتھ بیٹھنا چار غلام اولاد اسماعیلؑ میں سے آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے جو نماز صبح کے بعد طلوع آفتاب تک ذکر کرتی ہو اور مجھے ایسی قوم کے ساتھ بیٹھنا چار غلام اولاد اسماعیلؑ میں سے آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔جو عصر نماز کے بعد غروب آفتاب تک اللہ کا ذکر کرتی ہو۔(بحوالہ اوراد و اذکار امیر بیہ سیّد علی ہمدانیؒ)

الوُدّ: **ودّ** سے مراد ودّ ہے جس کے معنی محبت کرنا ہے۔بنی نوع انسان کو سب سے پہلے اللہ تعالٰی اس کے رسولؐ اور آئمہ واولیاءؒ سے محبت کرنی چاہیے۔اللہ تعالٰی خود مومن کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔(سورۃ البقرہ آیت ۱۶۵)

اللہ تعالٰی سے محبت کرنے کی دلیل یہ ہے کہ اس کے حبیب حضرت محمدؐ کی اتباع کریں جیسا کہ اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا ہے۔

ترجمہ: کہو اے میرے حبیبؐ! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کی بخشش کرے گا۔اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔(سورہ آل عمران:۳۱)

اور جب بندہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہے اور اس کے رسولؐ کا اتباع کرتا ہے۔تو اللہ لوگوں کے دلوں میں اس کے لیے محبت ڈال دیتا ہے۔جیسا کی قرآن کریم میں ارشاد باری تعالٰی ہے۔

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کریں تو اللہ ان کے دلوں میں محبت پیدا فرمائے گا۔(سورۃ مریم آیت ۹۶)

الوفاء: **وفا** سے مراد وفا کرنا ہے۔جیسا کہ فرمان باری تعالٰی ہے۔

ترجمہ: اپنے عہد وفا کرو کیونکہ ایفائے عہد کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔(سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۴)

۱۔صوفیا کرام کے نزدیک وفا سے مراد عہد الست میں اللہ سے اس کی بندگی کا جو عہد کیا ہے اُسے پورا کرنا ہے۔

۲۔آسمانی نمائندوں اور رہبروں سے ان کی اطاعت کا جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کرنا ہے۔

۳۔افراد کے درمیان جو اقتصادی اور کاروباری عہد و پیمان ہوتے ہیں انہیں پورا کرنا۔

۴۔آئمہ اور اولیاء کرامؒ کی تعلیمات سے وفا کرنا۔

۵۔عزیز و اقرباء کے درمیان ایک دوسرے پہ جو حقوق ہوتے ہیں انہیں پورا کرنا۔

۶۔شادی بیاہ وغیرہ کے معاملے میں جو پیمان ہوتے ہیں انہیں پورا کرنا۔

جب کبھی کسی سے کوئی وعدہ کریں تو ایفائے عہد ضروری ہے کیونکہ وعدہ کر کے اس کو توڑنا اسلام کی نظر میں معیوب ہے۔حضورؐ وعدہ شکنی کو منافقت کی تین علامتوں میں سے ایک علامت قرار دیتے ہیں۔

الفرد: اصطلاح تصوّف میں سالک کا مقام توحید میں **عمّن سوی اللّٰه** دوسری چیزوں سے اپنے دل کو خالی کرنے کا نام ہے۔جیسا کہ شاہ سیّدؒ فقرا حوط باب الوقوف میں فقر حقیقی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فقر حقیقی وہ ہیں جس کی ظاہری حالت دنیاوی مال و اسباب سے خود کو خالی کرنا اور باطنی حالت غیر اللہ سے ہٹ کر اللہ تعالٰی کی یکتائی کو اپنانا ہوتی ہے۔فردانیت ایک ایسے مقام کا نام ہے جہاں پہنچنے کے بعد سالک مقام ذات میں فنا ہو جاتا ہے۔سالک کا ارادہ خدا کے ارادے میں گم ہو جاتا ہے۔جیسا کی اللہ کے ایک ولی منصور الحلاج اس مقام پر پہنچنے کے بعد بقا باللہ اور فنا فی اللہ ہوا تھا۔

الفقر: **فا** سے مراد فقر ہے جیسا کہ حضور اکرمؐ فقر پر فخر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔فقر میرا فخر ہے وہ حقیقی فقر ہے جس کی ظاہری

باقی صفحہ نمبر 5 پر

محسن نوربخشیہ

مجدد دین و ملت الحاج بوا فقیرؒ

مولوی عبدالرحیم کرگی

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب.
خبردار اللہ کی یاد سے ہی دلوں کو سکون و اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک طلوع اسلام سے لے کر تا ہنوز حق و باطل کی جنگ جاری ہے۔ کبھی فرعون و شداد و نمرود کی شکل میں تو کبھی ابولہب، ابوجہل و ابوسفیان و یزید کی شکل میں، کبھی ختم نبوت سے انکار تو کبھی اعتکاف و ریاضت و چلہ کشی اور کبھی منکر قرآن کی صف میں شامل تو کبھی انبیاء و اولیاء و اصفیاء کے روحانی علوم کو چیلنج کرتے ہوئے انہیں دو حرفی قرار دیتے، تو کبھی اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین (ان الدین عند اللہ الاسلام) کو فاسد قرار دیتے، تو کبھی دین اسلام کی روح یعنی تصوف کے خلاف سازش کرتے ہوئے حق کو مٹانے، حق کو کمزور کرنے اور حق و باطل کو ملانے کی ناپاک سازشیں ہوتی رہیں۔ مگر ہر بار فتح و نصرت اہل حق، اہل ریاضت کے علمبرداروں کا مقدر بنی۔ ہر سو قرآنی احکام و تعلیمات کا بول بالا ہوا۔ ہر طرف قرآن و سنت وتصوف کی روشن تعلیمات کی خوشبو نے معطر کیا۔ کیونکہ ہر دور میں اللہ تعالیٰ اپنے دین مبین کی حق و صداقت کے لیے کچھ خاص لوگوں کا انتخاب کرتا رہا۔

نوربخشیوں کو خالصہ سرکار قرار دیا تھا۔ اصل نوربخشی تعلیمات کی روح اعتکاف نشینی وغیرہ تقریباً تین سو سال سے ناپید تھے۔ اگر کوئی عمل و ریاضت چلہ کشی وغیرہ بجالاتے تو چھپ چھپ کر کرتے اور انفرادی طور اس سے فیضیاب ہوتے اور انفرادی طور پر رشد و ہدایت پاتے تھے۔ کھل کر اپنے آپ کو صوفیہ نوربخشیہ کہتے ہوئے خوف محسوس کرتے اور ایک بے یقینی اور بے حسی کی کیفیت کا دور دورہ تھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نے جوش مارا اور نوربخشی ڈوبتی کشتی کو ساحل تک بامراد پہنچانے کے لیے سرکار دوعالم کے قلبی اور روحانی بیٹے جس کی طرف شاہ سید محمد نوربخشؒ نے اپنی فقہی دبستان الفقہ الاحوط میں واضح اور عیاں الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ کل تقی فھو آل یعنی ہر پرہیزگار میرا روحانی اور قلبی بیٹا ہے۔ مجاہد اعظم مفکر اسلام، مجدد دین و ملت، فخر تصوف، مرشد کامل، منبع رشد و ہدایت، جناب الحاج فقیر محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (اللہ ان کی قبر پر کروڑوں اپنی رحمتیں نازل فرمائیں) کا انتخاب فرمایا۔

آپؒ نے گلستان تصوف میں پھر سے بہار لانے مردہ و غافل دلوں کو ذکر الٰہی سے آباد کرنے، گناہ و غلاظت سے لت پت قلوب و اذہان اور روحوں کو توبہ کے پانی سے دھو کر پاک و صاف کر کے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: انی لا یسنو نی فی عرش و لا فی السمآء ولا فی الارض ولکن یسونی فی قلب امرو مومن کے مصداق بنانے کے لیے اس عظیم مشن کا بیڑا اٹھایا۔

فخر تصوف، قاطع بدعت جناب الحاج فقیر محمد ابراہیمؒ اللہ کی طرف سے ایک رحمت بن کر اس کائنات میں تشریف لائے۔ کہتے ہیں کہ جب بوا مرحوم خپلو کھانسر کے ایک دین دار خوش نصیب گھرانے اور ایک نیک بخت خاتون کے ہاں تولد ہوئے۔ تو پیدائش کے دوسرے یا تیسرے دن اس وقت کے مجذوب بزرگ المعروف بوا بارو پاؒ آپ

کے گھر تشریف لائے اور اس نومولود کو اٹھا کے غائب ہو گئے۔ بوا با دوا ؒ نے آپ کو اس وقت کے بہت سے اولیاء اللہ کی ریاضت و ملاقات کا شرف بخش کر تین دن کے بعد واپس گھر لے آئے۔ آپ کی غیر موجود گی کے ان تین دنوں کے دوران آپ کی والدہ محترمہ بالکل مطمئن رہیں اور کسی قسم کی پریشانی اور دکھ کا احساس نہیں کیا۔ جناب فقیر ابراہیمؒ کے ساتھ ہمارے والدین کی شروع سے ہی بہت عقیدتمندی تھی۔ اللہ کا بڑا فضل و کرم ہے کہ ہمارے والدین بھی شروع سے ہی بہت نیک دیندار اور باعمل چلے آرہے ہیں۔ بوا مرحوم دوران سروس جب بھی چھٹی پر چپلو تشریف لاتے تھے ہمارے والدین انہیں حصول و برکت کے لیے گھر پر ضرور بلاتے تھے۔ اس وقت بھی آپ اکیلے تشریف نہیں لاتے تھے۔ آپ کے ہاں جو بھی عقیدت مند ہوتے تھے سب کو ساتھ لے آتے تھے۔

مجھے یاد ہے جب میں چھوٹا تھا تو میری والدہ فرماتی تھی کہ جب بوا فقیر محترم کے پاس کوئی اپنی روحانی یا جسمانی امراض کے علاج کے لیے آتے اور کوئی ہدیہ لے جاتے۔ اگر گھر والوں کی اجازت کے بغیر کوئی ہدیہ لے آتا تو بوا صاحب کو روحانی طاقت کے ذریعے معلوم ہوتا تھا اور آپ اسے قبول کرنے سے انکار کر کے واپس کر دیتے تھے۔

آپ نے تمام زندگی ملت صوفیہ نوربخشیہ کی ترقی و ترویج، احیا حق کی تبلیغ مخلوق خدا کی خدمت، بگڑے ہوئے لوگوں کو راہ حق پر چلانے، لوگوں کو صحیح العقیدہ مسلمان بنانے، بے نمازیوں کو نوافل، تہجد، و صلوۃ التسبیح کا پابند بنانے، زبان کو گلوکاری، ناچ گانے اور گالم گلوچ کی بجائے ذکر الٰہی سے آباد رکھنے، آپس میں پیار و محبت سے رہنے، اسلامی بھائی چارے کا فروغ، دین اسلام سے حقیقی لگاؤ آپ کی زندگی کا نصب العین رہا۔ آپ ہر درجہ سخی تھے۔ آپ کا دسترخوان ہمیشہ بچھا رہتا تھا۔ ہر طبقہ اور ہر مسلک کے سینکڑوں مخلوق خدا روزانہ اس سے فیضیاب ہوتے تھے۔

آپ صوفیہ نوربخشیہ کی ترقی کے لیے بہت فکرمند رہتے تھے۔ آپ کی دن رات کی کوشش و محنت اور جد و جہد نے نئی نسل کو سنت نبویؐ کا پابند بنایا۔ نوجوانوں جو نوجوانی کی مستی میں خدا و رسول آئمہ کرام اور سلف سالحین کی تعلیمات سے کوسوں دور چلے جاتے۔ نفس پرستی، خواہشات کا غلام اور خناس و ابلیس کے ہاتھوں اغوا ہو کر ان کے آلہ کار بن کر ہر قسم کی برائی، دین سے دوری، گناہ زیادتی ظلم و استبداد، فحاشی اور عریانی پر فخر کرتے، ان تمام کو شیطانی اور ابلیسی غلامی سے آزاد کر کے انہیں دین پر کٹ مرنے راتوں کو اٹھ اٹھ کر نرم و گرم بستروں کو چھوڑ کر دربار خداوندی میں گڑگڑا کر ندامت کے آنسو بہانے، ذکر الٰہی سے اپنے قلب و باطن اور زبان کو تر کرنے کا سلیقہ سکھایا۔ آپ نوجوانوں کو تین چیزوں کے بارے میں بہت زیادہ تاکید اور زور دیتے رہے۔ دوامِ ذکر، دوامِ توبہ اور دوامِ طہارت۔ آپ کی تربیت و محنت کے طفیل آپ کے بہت سے مریدین نوے دن چالیس دن اعتکاف جیسے اعمالِ صالحہ سے فیض یاب ہو کر قلب الٰہی اور اللہ کے مقربین کی صفوں میں شامل ہو رہے ہیں۔

آپ کی مساعی جمیلہ کی بدولت ملت صوفیہ نوربخشیہ کے ہزاروں پیروکار، نوجوان نسل، زیر تعلیم افراد، باشعور اور سنجیدہ طبقے جنہیں اللہ کی توفیق کی بدولت آپ سے عقیدت محبت اور مریدی کا شرف حاصل ہوا۔ اللہ کے اس فرمان: الابذکر اللّٰہ تطمئن القلوب سے اپنے دلوں کو مطمئن اور آباد کیا ہوا ہے۔ اور ہر صبح و شام اتوب الی اللہ پڑھتے ہوئے دوام توبہ جو انبیاء و اولیاء کا شعار ہے اس پر کاربند رہتے ہیں اور چوبیس گھنٹے باوضو رہ کر دوام طہارت پر عمل پیرا ہیں۔ اور ہر نوربخشی خانقاہ و مساجد اللہ لطیف کی صداؤں سے گونج رہی ہیں۔ ہماری نوجوان نسل تعلیم یافتہ حضرات اور باشعور لوگوں پر لازم ہے کہ دین اسلام کی ترقی و احیاء کے لیے مرشد کامل کے مشن کو جاری و ساری رکھتے ہوئے دن رات محنت جاری رکھیں۔

اعتکاف

دوام توبہ، دوام وضو، دوام ذکر

سید انور حسین سکسادی

۲۱ اگست ۲۰۱۶ بروز اتوار تین بج کر اکتالیس منٹ کی شام یک دم ایک ایسی خبر افق عالم پر آئی جس کی رفتار بادل کی گرج چمک سے بھی تیز تھی۔ اور اس خبر نے لاکھوں دلوں کو مغموم، لاکھوں آنکھوں کو پرنم، لاکھوں عقیدتمندوں کو افسردہ، لاکھوں جیالوں کو آبدیدہ، لاکھوں شاگردوں کو نوحہ خواں، لاکھوں احباب کو مرثیہ خواں، سینکڑوں قرابت داروں کو درد والم میں مبتلا اور لاکھوں صوفیوں کو درد والم میں مبتلا اور ہزاروں باطنی وظاہری مریضوں کو داغ مفارقت دے گئی۔

عصر حاضر کا حاتم طائی، حب الوطنی میں اکبر کا غازی، اللہ لطیف کا باقی، تزکیہ نفس میں لاثانی، تصفیہ قلب کے لیے پابند شب بیداری، تطہیر روح کا سپاہی، مسافر قربت الہی، آئمہ طاہرین کا محب حقیقی، ماہر اسرار و رموز چلہ کشی، سیرت وکردار میں مثالی، گفتار وکردار میں جلالی وجمالی، پیامبر ہمدانی وسمنانی، داعی اخوت و بھائی چارگی، متمنی امن وآشتی، عقیدت مندوں کے لیے شفقت پدری، جدیدیت میں روشن خیالی واعتدال پسندی، زائر شاہ رکن عالم وہجویری، مجاور شمس تبریز وشاہ غازی، قائد نوجوانان؛ نوربخشی، حامل علم لدنی، بحکم اللہ کیونکہ نہ پائے حیات جاویدانی، دنیائے تصوف کا نامی گرامی، محترمی ومکرمی، پنجتن پاک کا غلام، کرتے تھے جشن ولادت، بنت رسول کا اہتمام، ہرکس وناکس کرتے تھے آپ کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعا وسلام، ارشاد وتبلیغ میں پیش کرتے تھے ہمیشہ اللہ کا کلام، آپ کا سب سے بڑا مشن تھا، توبہ، وضو اور ذکر میں دوام سلف صالحین آپ کو بطور خاص انعام واکرام ہوئے تھے۔ آپؒ اپنے تمام عقیدت مندوں کو ہمیشہ باوضو رہنے کی، توبہ وتائب کرنے کی، ذکر اللہ میں شب و روز گزارنے کی تبلیغ وتلقین فرماتے کیونکہ آپ اس حقیقت وطریقت سے خوب آگاہ تھے کہ ازروئے قرآن وسنت اور فرمودات آئمہ طاہرین اور دوام توبہ، دوام وضو اور دوام ذکر قربت الہی کے حصول کے لیے بنیادی ضرورت وشرط ہے۔ مغفرت وبخشش، نجات وہدایت کے متلاشی خوش بختوں کے لیے یہ تینوں بہترین کارآمد ہتھیار ہیں۔

دوام وضو:

دوام بمعنی ہمیشگی، وضو بمعنی طہارت ونفاست۔ چنانچہ رب کریم نے طہارت (وضو) کی اہمیت وفضیلت، فیوض وبرکات کو اجاگر کرتے ہوئے اپنے کلام لاریب میں ارشاد فرمایا کہ "اور میں طہارت کو پسند کرتا ہوں۔" (سورۃ البقرہ)

یعنی وضو کے ہمیشہ پابند و پاسدار میرے مقرب ترین اور محبوب ترین اعمال میں سے ہیں۔ اس بابت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

۱۔ جس نے اچھی طرح وضو کیا اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھی وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو گیا گویا اس کی ماں نے آج ہی اسے جنا ہے۔

۲۔ جس نے وضو کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اللہ تعالیٰ نے اس کا پورا بدن پاک کیا۔

۳۔ جس نے وضو ہونے کے باوجود وضو کرلیا اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔

۴۔ اور وضو پر وضو کرنا نور علیٰ نور ہے۔

۵۔ جو شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس کی ضرور مغفرت فرمائیگا۔

۶۔ جو بندہ کامل وضو کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے سب گناہ

معاف کردیتے ہیں۔

۷۔ جو آدمی وضو کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور نماز پڑھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اس کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی۔

۸۔ وضو کی شرف و تقویت حقیقی معنوں میں سمجھنے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ کلام اللہ کی تلاوت، بیت اللہ کے طواف اور استباحت صلاۃ جیسے متعدد باطنی و روحانی عبادات کے لیے وضو لازمی ہے۔

خلاصہ:

حصول نفس مطمئنہ، تزکیہ نفس، تصفیہ قلوب، تربیت روح اور تقویت ایمان کے لیے دوام وضو اولین شرائط میں سے ہیں۔ وضو تمام عبادات کی کنجی، مومن کا ہتھیار، ہر نیکی کو منزل قبولیت تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ آدمؑ سے خاتمؐ تمام آئمہ ذوی الاحترام، اکابر اولیائے عظام اور صوفیہ کرام کی معمولات و متواترات سے یہ عمل (دوام وضو) ثابت ہے۔

عصر حاضر کے جدید طبی ماہرین کے نزدیک بھی وضو بے شمار جسمانی امراض کے لیے بھی نسخہ کیمیا ہے۔

دوام توبہ:

بمعنی: (رجوع الی اللہ) ندامت و پشیمانی۔ اسلام جو کہ ایک مکمل نظام معاشرت حیات ہے۔ قرآن جو کہ ایک مکمل سرچشمہ ہدایت ہے۔ چنانچہ دستور اسلامی کلام ربانی میں توبہ و استغفار کی اہمیت و فضیلت توبہ کرنے کی تاکید و تبلیغ اور تلقین و ترغیب، توبہ گزاروں کی شان و شوکت، توابین کی حسنات و طیبات میں تقریباً پینتیس مقامات پر ان اسلوب میں مذکور ہیں۔

فَتَابَ/ تَابَ	۷	التواب/ تواب	۸		
التَّوابًا/ توابًا	۳	التوابیت	۱		
التوبہ	۱	التَوابَۃُ/ توبۃ	۲		
توبوا	۷	توبینھم	۱		

یعنی کل پینتیس سے زائد مقامات پر مرقوم و مسطور ہیں۔

بعینہ توبہ کی تصدیق و تسلیم میں حضور پر نورؐ کے بھی سینکڑوں ارشاد مبارکہ مستند کتب احادیث میں مندرج ہیں۔ تاہم بالا تمام آیہ مقدسہ اور احادیث نبویہ پر سیر بحث بخوف طوالت ممکن نہیں۔ تاہم ان کا خلاصہ زیر قلم ہے۔

☆ بے شک اللہ رب کریم بہت ہی بخشنے والا بڑا ہی مہربان ہے۔

☆ یہ اللہ تعالیٰ کی شان کریمہ ہے کہ وہ بڑی مغفرت کرنے والا ہے اور بڑی رحمت والا ہے۔

☆ رب رحیم کا یہ شان عظیمہ ہے کہ بندہ کا جرم و گناہ نافرمانی و گستاخی سمندر کی گہرائی سے دو چند پہاڑوں کی اونچائی سے بلند ہی کیوں نہ ہو اگر بندہ حقیقی معنوں میں اپنے کردہ گناہوں کے سمندر میں ڈوب کر ندامت و پشیمانی کا اقرار و اعلان اور اظہار و اعادہ کرتے ہوئے الرحمٰن الرحیم اور غفار و ستار کی بحر بے کراں میں غوطہ زن ہو جائے تو ایسا ہرگز ممکن نہیں کہ خالق و مالک اسے معاف نہ کرے۔

دوام ذکر:

کلام الٰہی میں تقریباً ۱۴۰ سے زائد مقامات پر ذکر الٰہی کی فضیلت و اہمیت لذت و حلاوت، روحانی و جسمانی امراض پر اثرات، دین و دنیا کی بھلائی کی ضمانت، انکار ذکر کی ممانعت و مذمت سے متعلق بہت ہی عمیق و دقیق ارشادات عالیہ مختلف صیغوں میں موجود ہیں۔ اسی طرح ذکر اللہ اور اہل ذکر کی فضیلت میں درجنوں احادیث نبویہ جابجا کتب احادیث میں ملتے ہیں۔ ان میں ہر ایک پر قلم کاری کی جسارت سے ایک ضخیم کتاب بن سکتی ہے۔ تاہم حصول خیر و برکت کے لیے متعلقہ آیات ربانی اور احادیث نبوی کی روشنی میں چند کلمات کا یہاں ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔

☆ ذکر اللہ دنیائی و اخروی کامیابی و کامرانی کی ضمانت ہے۔

☆ ذاکرین اللہ کے محبوب نبی پاک کے ہمنشین ہیں۔

☆ رضا الٰہی کا حصول ذکر اللہ ہی سے ممکن ہے۔

☆ ذکر اللہ سیاہ قلوب کو منور و معطر کرتے ہیں۔

باقی صفحہ نمبر 15 پر

شخصیات

ایک ہمہ گیر شخصیت

مولوی عبدالحمید

تریسٹھ سال قبل سرزمین بلتستان محلہ ڈیلو کھانسر میں جنم لینے والا ایک بچہ جو بڑا ہو کر فقیر ابراہیم المعروف بوا فقیر کے نام سے مشہور ہوا۔ اور ایک بھر پور زندگی گزار کر اکیس اگست 2016 کو ہزاروں عقیدتمندوں، سینکڑوں مریدوں اور شاگردوں کو داغ مفارقت دے کر اس دار فانی سے دارالبقاء کی طرف کوچ کر گئے۔ ان کی زندگی کے معاشرتی، سماجی، سیاسی اور روحانی پہلو کئی جہتوں پر مشتمل ہے۔ اور ہر ہر پہلو کمال درجے پر پہنچا ہوا نظر آتا ہے۔ زیر نظر مضمون میں ان کی زندگی کے چند گوشوں پر روشنی ڈالنے کی حقیری کوشش ہوگی۔

ولادت:

بتایا جاتا ہے کہ جب اس بچے کی ولادت ہوئی تو اس وقت کی روحانی شخصیت اور بزرگ حضرت بوا سید شیخن المعروف بوا غوپہ نے ان کی والدہ کو پیغام بھیجا کہ یہ ایک منفرد بچہ ہے۔ لہذا اس کی نگہداشت میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرنا، نیز اس وقت کے مجذوب جناب بوا محمد المعروف بوا روپہ ولادت کے بعد اس نومولود کو لے کر تین دن تک غائب رہے۔ مگر والدہ کو کسی قسم کی پریشانی لاحق نہیں ہوئی اور تین دن بعد بچے کو ان کی ماں کے حوالے کیا۔ گویا اس بچے میں ولادت کے ساتھ روحانی فیوضات کے حصول اور تربیت کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ کیونکہ اس بچے نے بڑے ہو کر ایک عالم کو روحانی فیوضات اور روحانی تربیت سے فیض یاب کرنا تھا۔

تعلیم وتربیت:

تعلیم وتربیت کے حوالے سے یہ ایک عام اور متفقہ اصول ہے کہ بچہ ماں کی گود سے سیکھنا شروع کر دیتا ہے۔ گویا ماں کی گود بچے کا پہلا مدرسہ ہے۔ پھر رسمی، نیم رسمی، تعلیم کے لیے کسی استاد، مدرسے یا سکول کا رخ کرتا ہے۔ جہاں سے باقاعدہ درس کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ پھر پرائمری تعلیم کے بعد مڈل، پھر ہائی کے تعلیم اور بالآخر یونیورسٹی اور دارلعلوم سے سند فراغت حاصل کرتا ہے۔ ان تمام مرحلوں کے طے ہونے تک ایک طالب علم اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنا پڑتا ہے۔ جناب بوا فقیر مرحومؒ کے بارے میں یہ جان کر حیرت ہوگی کہ انہوں نے زندگی کے کسی بھی مرحلے میں نہ کسی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور نہ کسی نے آپ کو الف با سکھائی۔ آج تک کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے بوا فقیر کو تعلیم دی ہے۔

امی ولی:

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امی نبی تھے۔ یعنی ان پڑھ نبی وہ ذات جس نے کسی انسان سے پڑھا اور نہ سیکھا ہو، بلکہ براہ راست اپنے رب سے سب کچھ سیکھا اور جانا۔ وعلمک مالم تکن تعلم کے اس قرآنی آیت کے مصداق مدینۃ العلم قرار پائے اور ساری کائنات کے لیے معلم قرار پائے۔ اسی طرح ہم بلا مبالغہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جناب بوا فقیر ایک امی ولی تھے۔ کسی بھی استاد، مدرسہ اور سکول پڑھے بغیر آپ قرآن وسنت کے مفاہیم، خوبصورت انداز میں بیان فرماتے۔ فقہی مسائل پر بھی آپ کی گہری نظر تھی۔ دقیق تصوف کے مسائل، علم ناسوت، عالم ملکوت، عالم جبروت اور عالم لاہوت جیسے موضوعات پر عام فہم اور آسان الفاظ میں بیان فرماتے اور خوبصورت انداز میں لوگوں کے قلب واذہان میں منتقل کرتے، یوں آپ کی ذات رشد وہدایت کا ایک سرچشمہ تھی۔ جس سے عالم وجاہل، عابد وزاہد، امیر وغریب، ان پڑھ اور پڑھا لکھا سب فیض یاب ہو رہے تھے۔ اور سب حسب حال آپ کے بہائے ہوئے دریائے علمیت سے موتی

چلتے تھے۔

اعتکاف نشینی:

اعتکاف نشینی تمام انبیاء واولیاء وآئمہ کے مابین حصول قرب الٰہی اور رشد و ہدایت کا معروف ومشہور طریقہ اور ذریعہ رہی ہے۔جس کا قرآن وسنت میں جا بجا تذکرہ اور اہمیت بیان ہوئی ہے۔فقیر موصوف نے بھی سنت نبوی کی پیروی کرتے ہوئے اعتکاف نشینی کو عوام وخواص کی روحانی منازل کے حصول کا ذریعہ بنایا۔خود بوا موصوف نے بچپن سے ہی اعتکاف نشینی کا آغاز کیا اور دیگر بزرگوں کے ساتھ اعتکاف نشینی کے لیے پہاڑوں میں جایا کرتے تھے۔اعتکاف نشینی آپ کی زندگی کا معمول رہا۔آپ نے اعتکاف نشینی کو ایک مربوط نظام کے تحت چلانا شروع کیا۔شروع شروع میں آپ کے ساتھ بطور شاگرد اعتکاف کرنے والوں کی تعداد سات سے زیادہ نہیں تھی۔مگر یہ چھوٹا قافلہ آنے والے وقتوں کے لیے روحانی ذریعہ بنا تھا،گویا ان شاگردوں کو آپ روحانی استاد بننے کی تربیت کر رہے تھے۔پھر وقت نے ثابت کر دیا کہ آپ کے روحانی شاگردوں نے آپ کے مشن کو کامیاب بنانے اور سینکڑوں لوگوں کو اعتکاف نشینی کی تربیت دینے میں بڑا کردار ادا کیا۔

حضرت میر عراقی بت شکن کے بعد اعتکاف نشینی اور روحانی نظام دن بدن کمزور ہوتا گیا اور تقریباً دو سو سال تک یہ نظام تعطل کا شکار رہا۔کہیں کہیں ایک دو بزرگ انفرادی طور پر اعتکاف نشینی اختیار کرتے مگر عوام الناس اس بابرکت عمل کے رواج سے نابلد ہو گئے تھے۔بہت سے بزرگ سری طور پر روحانی نظام سے منسلک تھے،مگر جب بوا فقیرؒ روحانی منازل طے کرتے ہوئے مرشد کے مقام پر فائز ہوئے تو انہوں نے اس نظام کو سری طور پر رکھنے سے انکار کیا اور بقول آپ کے کہ اللہ نے جو فیوضات مجھے عطا کی ہیں انہیں قبر میں لے جانے کے لیے اللہ نے عطا نہیں کیں۔ چنانچہ آپ کو جہری طور پر اس نظام کو چلانے کی اجازت ہوئی۔یوں آپ نے ایک عالم کو اپنے روحانی فیوضات سے فیضیاب کیا۔

نظام روحانیت (سری و جہری):

نظام تصوف اور روحانیت میں سری و جہری نظام دو اہم طریقے ہیں۔ایک کو سری اور دوسرے کو جہری نظام کہا جاتا ہے۔

سری یعنی (پوشیدہ اور چھپا ہوا) اس نظام میں اللہ کا ولی اس کی ذمہ داری اور فیض عام لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوتا ہے۔ان کے اعمال وعبادات بھی لوگوں کو پتہ نہیں چلتے۔اس سے ہر عام و خاص کو ان کی معرفت اور پہچان نہیں ہوتی۔ان کی حقیقت عام لوگوں کو نہیں معلوم ہوتی۔صرف اہل اللہ کی نظر ان کی پہچان کر سکتی ہے۔سری بزرگ مختلف انداز میں اپنی زندگی گزارتے ہیں۔کچھ حالت جذب میں ہوتے ہیں اور مجذوبانہ زندگی اختیار کیے ہوتے ہیں تو کچھ ملامتیہ زندگی گزارتے ہیں اس لیے ہر ایک کو ان سے فیض حاصل کرنا بھی ممکن نہیں ہوتا جس کی ایک واضح مثال منصور حلاج کی ہے اور دور حاضر میں مجذوب بلتستان جناب بوا بارو کی ہے۔ان کی زندگی میں عام لوگ ان کو دیوانہ اور پاگل سمجھتے کر نظر انداز کر دیتے تھے۔کچھ انہیں تنگ کرتے اور کچھ انہیں برا بلا کہتے۔

ایسے لوگوں کے بارے میں شریعت مطہرہ نے یہ سنہرا اصول دیا ہے کہ ایسے لوگوں کی نہ پیروی کی جاتی ہے اور نہ انہیں برا بلا کہا جاتا ہے۔بلکہ ان کی کسر قلبی سے حتیٰ المقدور اجتناب کیا جائے اور ان کو ان کے حال میں مست رہنے دیا جائے۔

جہری نظام میں اللہ کا ولی لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہوتا بلکہ اللہ اپنے نیک بندے اور ولی کو لوگوں کے لیے آشکار کر دیتا ہے تاکہ مخلوق خدا ان سے بھرپور ظاہری و باطنی اور روحانی فیوضات لے سکیں۔ان کے دامن سے وابستہ ہر فرد اپنی زندگی کے ہر گوشے اخلاق و اطوار، قلب و باطن، معاشی معاشرتی اور سماجی زندگی میں انقلاب لا سکے۔تاہم يضل به كثيرا و يهدي به كثيرا کے فرمان کے مطابق خوش قسمت ہی ان کے فیوضات سے استفادہ کرتے ہیں۔

سلسلہ تصوف صوفیہ نوربخشیہ میں بھی ہر دور میں کوئی نہ کوئی

باکمال ولی اللہ سری وجہری طریقے سے آتے رہے۔اور فرمان نبویؐ: لو لا الا برار لهلك الفجار اگر نیکوکار ولی اللہ کا کوئی ولی اس دنیا میں نہ ہو تو گناہ گار سارے ہلاک ہو جائیں کے مطابق جناب بوافقیرؒ کو ایک جہری ولی کی صورت میں اہل بلتستان پر کرم فرمایا۔ اور آپ کی جہد مسلسل اور روحانی برکات سے مکمل طور پر بگڑا ہوا معاشرہ جو لہو ولعب کھیل کود اور ناچ گانوں کے دلدادہ ہو چکے تھے۔اب عشق و فجور سے دور، پابند صوم وصلوٰۃ اور عبادت و ریاضت اور ذکر و تسبیح کے ذریعے اپنے دلوں کی دنیا آباد کرنے والے ہو گئے۔مسجدیں جو ویران ہو چکی تھیں اب پھر سے جمعہ و جماعت، اذان و اقامت اور اعتکاف جیسی عظیم عبادت سے آباد ہو چکی ہیں۔

دور حاضر کا حاتم طائی:

بوافقیرؒ جہاں دیگر بہت سی خوبیوں کے مالک تھے وہاں ان کی سخاوت ان کی نمایاں خوبیوں میں سے ایک تھی۔جس میں وہ کمال درجے پر فائز نظر آتے ہیں۔آپ کا گھر ہر ایک کے لیے کھلا ہے اور دستر خوان ہر ایک کے لیے بچھا ہوا ہے۔ناشتہ کا وقت ہو یا دوپہر کا کھانا یا رات کا کھانا ہو، آپ کے ساتھ کثیر تعداد میں عوام و خواص ہوتے۔پھر آپ کے دستر خوان پر امیر و غریب، اپنے اور غیر میں کوئی فرق نہیں تھا۔آپ ہمیشہ سب کے ساتھ کھاتے اور کبھی اکیلا نہ کھاتے تھے بلکہ آپ ہمیشہ فرمایا کرتے ہمارے کھانے کا ایک حصہ ہمیشہ زندہ ہونا چاہیے۔جو کھانا دوسروں کو کھلایا وہ زندہ اور جو خود کھا گیا وہ حصہ مردہ ہے۔غریبوں اور بے سہارا لوگوں کی خدمت کرتے ہوئے بڑی خوشی محسوس کرتے۔اور بہت سے محتاجوں کو مانگے بغیر آپ نگاہ بصیرت سے ان کی حاجت کا اندازہ کرتے اور انہیں عطا کر دیتے تھے۔مسجد ہو یا مدرسہ یا اور کسی قسم کا عوامی چندہ ہو آپ سب سے آگے ہوتے۔گویا آپ اپنے وقت کے حاتم طائی تھے۔

بوافقیر کی خوبیوں، صلاحیتوں اور خدمات کو ایک مضمون کے ذریعے احاطہ تحریر میں لانا مجھ جیسے کم صلاحیت والے کے لیے ممکن نہیں ہے بس ایک شعر کے ذریعے اپنے قلم کو روک رہا ہوں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

☆☆☆☆☆

بقیہ: دوام توبہ، دوام وضو، دوام ذکر

☆ ذاکرین کی مغفرت ونجات بخشش وسفارش کی اللہ رب العزت نے بشارت دی ہے۔

خلاصہ کلام:

تنفر و منتشر اذہان وقلوب، تحریف وتخریب خیالات و جذبات، طاغوتی واستحصالی احساسات و جبلت، حرص وطمع کی لعنت، جبر و بربریت، منفی طبعیت، شقاوت وعداوت جیسی منہیات، فرعونیت و یزیدیت کی قثامت، نمرودیت و قارونیت کی سی خصلت، غفلت و غشاوت کی اور بغاوت و آمریت، بہیات وضلالت کی کیفیت جیسی گناہان کبیرہ وصغیرہ سے دور رہنے کا یا اجتناب کرنے کا نام دوام توبہ، دوام وضو اور دوامِ ذکر ہے۔ ہدایت و نورانیت کی تلاش، حقیقت و صداقت کے امین شریعت وطریقت کے نفاست وطہارت کے محبّ، ندامت وعبدیت کی انتہا محبت و الفت کی دولت سے سرشار، اخوت و دیانت کے پاسدار، احکامات وتعلیمات حسنہ میں محجوب، فکر آخرت میں جسم و جان کا پگھل جانا، خوف الٰہی سے تن من کی دنیا میں لرزہ طاری ہونا دوام توبہ، دوامِ وضو اور دوامِ ذکر کا دوسرا نام ہے۔

اس امر الٰہی کو عملی جامع پہنانے کے لیے بوافقیر علیہ الرحمہ نے اپنی تریسٹھ سالہ زندگی کو وقف کر دیا۔اور اس کے فوائد وثمرات آج ہمارے سامنے ہیں۔گو آپ کا ہر اٹھنے والا قدم رہتی دنیا کے لیے مینارہ نور تھا۔اور آپ کی منہ سے نکلنے والا ہر حرف ایک انمول و نادر ہیرا تھا۔

☆☆☆☆☆

دامان خیال

خانقاہی نظام کا علمبردار الحاج فقیر محمد ابراہیم

جی ایچ معروفی

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ.

ترجمہ: تم میں ایک گروہ ہونا چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور برائی سے روکے۔ ایسے لوگ نجات پائیں گے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ معاشرے میں لوگوں کی اصلاح واحوال کے لیے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی تبلیغ کرے۔ کیونکہ معاشرے میں اصلاح واحوال کرنے والا نہ ہوتو معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اسوہ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے بگڑے ہوئے معاشرے کو راہ راست پر لانے کے لیے مختلف طریقوں سے کام لیا جا سکتا ہے۔

بوا فقیر مرحوم نے قرآن مجید کی اس آیت کریمہ پر عمل کرتے ہوئے اصلاح احوال کا بیڑا اٹھایا۔ انہوں نے اس مادیت پرستی کے دور میں اولیائے کرام کے راستے پر چلتے ہوئے تصوف کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو کنارے پر لگانے کی ٹھان لی۔ اور خانقاہی نظام کو بحال کیا جسے عوام میں بے پناہ پذیرائی ملی۔ آج لاکھوں کی تعداد میں مختلف مکاتب فکر کے لوگ اس خانقاہی نظام میں شامل ہوکر اول توبہ، دوم ذکر الٰہی، سوم اعتکاف نشینی کے ساتھ پانچ وقت کی نماز کی پابندی کر کے روحانی تسکین کے ساتھ حقوق اللہ کی بجا آوری کما حقہ ادا کرتے ہیں۔ مسلک صوفیہ نوربخشیہ صوفیائے کرام کا ایک بہت بڑا سلسلہ ہے۔ جسے سلسلہ ذھب کہتے ہیں۔ یہ آئمہ کرام اور اولیائے عظام کو ماننے والے صوفیوں کا سلسلہ ہے۔ ماضی میں اس سلسلے کے بزرگوں نے تزکیہ نفس کیلیے خانقاہی نظام قائم کیا تھا۔ اور یہ نظام کافی عرصہ تک جاری رہا۔ اولیائے کرام نے جہاں کہیں بھی خانقاہ تعمیر کرائی وہاں اعتکاف نشینی کیلیے چلہ خانے بنائے گئے۔ وسط ایشیائی ریاستوں، ایران اور برصغیر پاک و ہند میں اعتکاف نشینی کے لیے خانقاہوں میں چلہ خانے نظر آئیں گے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مادیت پرستی کی وجہ سے مذہبی قیادت میں روحانیت کا جذبہ مفقود ہوتا گیا۔ جس کی وجہ سے خانقاہوں میں اعتکاف نشینی کا عمل بھی مفقود ہوتا گیا۔ یہاں تک لوگ پانچ وقت کی نماز میں بھی ہچکچاہٹ محسوس کرنے لگے۔ خانقاہوں میں بنے ہوئے چلہ خانے سوالیہ نشان بن کر رہ گئے۔ کشمیر کے بعد بلتستان کے علاقوں میں ڈوگرا راج رہا۔ بعد ازاں راجہ حکمرانوں اور ان کے کارندوں نے عام لوگوں کا جینا حرام کر دیا تھا۔ لوگوں کی عزت وآبرو محفوظ نہیں تھی۔ بے راہ روی ناچ گانے اور ظلم وزیادتی کی انتہا ہو چکی تھی۔ ایسے حالت میں روحانیت تو کیا مساجد میں پانچ وقت کی اذان بھی دینے والا نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ معاشرے میں برائی اور بے حیائی کو فخریہ انداز سے پیش کرتے تھے۔ یوں لوگوں میں مذہبی شعور ختم ہوتا گیا۔ بعض علاقوں میں لوگ پانچ وقت کی بجائے تین وقت کی نمازیں یعنی ظہر کی عصر کے ساتھ اور مغرب کی عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھنے کے عادی ہو گئے تھے۔

ایسے میں محمد ابراہیمؒ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی کہ امر بالمعروف نہی عن المنکر کا درس شروع کریں۔ انہوں نے لوگوں کو توبہ، پانچ وقت کی نماز باجماعت پڑھنے اور ذکر اللہ اور اعتکاف نشینی کے لیے راغب کیا۔ جسے لوگوں نے دل وجان سے قبول کیا۔ یوں معاشرے کی

اصلاح کی ابتداء ہوئی۔ صوفیہ کرام میں اعتکاف نشینی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ جیسے کہ بوا فقیرؒ فرمایا کرتے تھے کہ کسی بھی پیغمبر، ولی کامل اور اللہ کے برگزیدہ ہستیوں کو اعتکاف نشینی اور چلہ کے بغیر قرب الٰہی کے بغیر رتبہ حاصل نہیں ہوا۔ کیونکہ اعتکاف نشینی کے ذریعے تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ جس سے طریقت، حقیقت اور معرفت کی منزلیں جڑی ہوتی ہے۔ جو تزکیہ نفس نہیں کرتے انہیں روحانیت نہیں مل سکتی۔ اعتکاف نشین حضرات کمان کرنے والے کو مرشد کہتے ہیں۔ کیونکہ مرشد کے بغیر چلے میں بیٹھنا خطرناک ہوتا ہے۔ کیونکہ اس دوران شیطان آکر بہکاتے ہیں۔ جس سے معتکفین بھٹک جاتے ہیں۔ جبکہ مرشد کی کمان میں بیٹھیں گے تو وہ شیطان کو کنٹرول کرتا ہے۔ بوا فقیرؒ نے جتنے بھی اہل اسلام کو اعتکاف نشین سے فیضیاب کرایا وہ سارے کے سارے کامیاب ہوئے۔ برصغیر پاک و ہند میں صوفیائے کرام نے اسلام کو پھیلایا۔ ان صوفیائے کرام نے مختلف طریقوں سے اسلام کی تبلیغ کی۔ اور ہزاروں لوگوں کو دائرے اسلام میں شامل کیا۔ انہوں نے محبت اخوت اور بھائی چارہ کی تبلیغ کی۔ بوا فقیرؒ نے اپنے مریدین کی صحیح رہنمائی کی۔ انہوں نے طریقت حقیقت اور معرفت کے سارے امور سے آگاہ کیا۔ یہی وجہ ہے آج ہر مرید ایک سے ایک بڑھ کر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی تبلیغ کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ بوا فقیر نے بظاہر کسی سے تعلیم وتربیت اور سرٹیفیکیٹ نہیں لی۔ اور نہ ہی کسی تعلیمی ادارے میں داخلہ لے کر تعلیم حاصل کی۔ لیکن وہ ایک شعلہ بیان عالم کی طرح قرآن و حدیث کے حوالے کے ساتھ تقریر کرتے تھے۔ ان کی عالمانہ گفتگو اور تقریریں سن کر علمائے کرام بھی ان کے معتقدین بن گئے۔ بوا فقیرؒ لوگوں کے لیے ایک مسیحا سے کم نہیں تھے۔ لوگ آپ کے پاس آکر دکھ و درد سناتے اور دعا کے لیے استدعا کرتے تھے۔ بوا فقیر ان کی داستان سن کر حوصلہ دیتے اور یقین دلاتے تھے کہ آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ دعا، تسبیح، عبادات کے علاوہ دوائی بھی لکھ کے دیتے تھے جس سے ہر مریض ٹھیک ہو جاتا۔ آپ ملاؤں کو روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ علم وعرفان حاصل کرنے اور خاص طور پر اعلیٰ تعلیم کا مشورہ دیتے تھے۔ آپ روحانی تربیت کے لیے خانقاہوں اور مساجد کے علاوہ دور و دراز جگہوں پر جا کر اعتکاف نشینی کرتے تھے۔ تاکہ سکون قلب کے ساتھ عبادت الٰہی کر سکیں۔ آپ کے مریدین میں ہر مسلک کے لوگ شامل تھے۔ ان میں ذات پات اور رنگ و نسل کی کوئی قید نہیں تھی۔ یہی وجہ تھی آپ کی نماز جنازہ میں ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام اور لوگوں کی کثیر تعداد موجود تھی۔

اسلام آباد میں آپ کی وفات پر ایک تعزیتی ریفرنس منعقد ہوئی جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء اور سیاست دان شامل تھے۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ بوا مرحوم ہم سب کے مرشد تھے۔ ہم سب کے رہبر تھے۔ میرے ایک سیکشن آفیسر دوست صوبہ سرحد کے علاقہ پاراچنار سے ہیں وہ کہتے ہیں کہ پاراچنار میں بھی بوا فقیر ابراہیم کے مریدین بہت ہیں۔

الحاج فقیر محمد ابراہیم حج بیت اللہ سے واپس ایئر پورٹ پہنچے تو ہزاروں عقیدت مندوں نے ان کا استقبال کیا۔ اس موقع پر سینکڑوں کی تعداد میں نوٹوں کے ہار پہنائے گئے۔ اسلام آباد مسجد آکر یہ تمام نوٹوں کے ہار ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کو دینے کی ہدایت کی۔ تاکہ یہ رسالہ بروقت شائع ہو سکے۔ میں نے اور ڈاکٹر غازی نعیم صاحب نے شکریہ کے ساتھ وصول کیا۔ جس سے رسالے کی اشاعت میں باقاعدگی پیدا ہوئی۔ بوا مرحوم اشاعتی شعبہ کے لیے کام کرنے پر بے حد زور دیتے تھے۔ وہ نشر و اشاعت کو دینی ترقی کے لیے ریڑھ کی ہڈی سمجھتے تھے کیونکہ یہ ذرائع ابلاغ کا اہم جز ہے۔ بوا مرحوم کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ نوجوان نسل اعلیٰ تعلیم حاصل کرے۔ اس مقصد کے لیے ایک یونیورسٹی کے قیام کو ضروری سمجھتے تھے۔ مگر ناموافق حالات اور تنگ نظر لوگوں کی وجہ سے اس خواہش پر عمل نہیں کرا سکے۔ تاہم جامعہ شاہ ہمدان بنا کر ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دیا۔ اور نشر و اشاعت کے لیے شاہ ہمدان پریس اینڈ پبلی کیشنز کے قیام کے لیے بھی بوا مرحوم نے بہت مدد کی۔

باقی صفحہ نمبر 19 پر

سانحہ ارتحال

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

کامران اشج حسرت

قارئین کرام! یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ پچھلے پانچ سالوں میں مسلک حقہ صوفیہ نوربخشیہ کے بہت سے گوہر نایاب بشمول ابوالعرفان علامہ محمد بشیر، مفتی اعظم محمد عبداللہ، استاد تصوف بوا غلام علی سلینگ، بوا حیدر تھگسں اور حاجی خلیل براہوی اس دارفانی کو خیر باد کہہ کر آخرت کے سفر پر روانہ ہوگئے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے ان تمام سانحات سے عالم نوربخشیت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ لیکن گزشتہ دنوں 21 اگست 2016 کو پیش آنے والے حادثہ جس میں مرشد ربانی، فخر السالکین حضرت الحاج فقیر محمد ابراہیمؒ اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ آپ کا وصال نہ صرف نوربخشی عوام بلکہ دیگر مسلک کے لوگوں کو بھی غمزدہ اور رنجیدہ کرگیا۔ اگر میں یہ کہوں تو غلط نہیں ہوگا کہ یہ سانحہ مسلک حقہ کے لیے اس صدی کا سب سے بڑا نقصان ہوگا۔ آپ نے جس طرح اپنی پوری زندگی مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی بقاء کے لیے وقف کی اور اسے دوبارہ سے کھویا ہوا مقام دلوایا جسے تاریخ میں سنہرے الفاظ سے لکھا جائے گا۔ اگر ہم آپ کی زندگی کے چند پہلوؤں پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ پیدائشی ولی تھے۔ اور آپ کی پیدائش کے فوراً بعد مجذوب بلتستانی حضرت بوا باروؒ کا آپ کو اپنے ساتھ لے جانا ان ہی نشانیوں میں سے ایک تھا۔ آپ کی زندگی ابتدائی ایام سے ہی شریعت مصطفوی اور طریقت مرتضوی پر گامزن نظر آتی ہے۔ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی پاک فوج میں شمولیت اختیار کی اور جلد ہی اپنے روحانی اوصاف اور زہد و تقویٰ کی وجہ سے سب کو اپنا گرویدہ بنا ڈالا۔ جوں جوں وقت گزرتا رہا لوگ جوق در جوق آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوتے گئے۔ ابتدائی ایام میں آپ اپنے چند قریبی ساتھیوں کے ساتھ پہاڑوں میں چلہ نشینی اور ذکر و فکر کی محافل منعقد کرتے رہے۔ آپ کے دیرینہ رفقاء کے بقول جب آپ کو لوگوں کی رشد و ہدایت کرنے اور راز دارانہ انداز میں لوگوں کو اعتکاف، چلہ نشینی و محافل ذکر کی طرف راغب کرنے کا حکم ہوا تو آپ ان کاموں کو کھلم کھلا، علی الاعلان کرنے کے لیے بضد رہے اور اپنے مرشد کی طرف سے اجازت حاصل کر کے آپ نے اس تحریک کا باقاعدہ آغاز کیا۔

قارئین کرام! یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ تقریباً تین سو سال قبل جب سلسلہ ذھب کے بزرگ حضرت دانیال شہید اور ان کے مریدین کو کشمیر میں شہید کیا گیا تو مسلک حقہ صوفیہ نوربخشیہ کے لیے ایسا تاریک دور شروع ہوا جس نے صدیوں تصوف کی اس عظیم تحریک کو اپنی لپیٹ میں لئے رکھا۔ اغیار نے اس زرخیز زمین پر جہاں موقع ملا اپنے جھنڈے گاڑ دیے۔ ان ہی تاریکیوں اور ظلمتوں کے دور میں جو ہستی روشنی کی کرن بن کر مذہب پاک صوفیہ نوربخشیہ کے تشخص کو بچانے کے لیے میدان میں اتری۔ وہ یہی ہستی تھی جسے دنیا فقیر محمد ابراہیم کے نام سے جانتی ہے۔ آپ ایک ایسے ولی کامل اور عارف باللہ تھے جو طریقت کے ساتھ ساتھ شرعی امور پر بھی دسترس رکھتے تھے۔ آپؒ کی رہائش گاہوں واقع خپلو اور سکردو میں ہر وقت مریدین، سالکین، روحانی او جسمانی مریضوں اور عقیدت مندوں کا رش لگا رہتا تھا۔ آپؒ نے دوام وضو، دوام توبہ اور دوام ذکر کا نعرہ بلند کرتے ہوئے لوگوں کو اعتکاف ذکر و اذکار کی محفلوں کی طرف راغب کیا اور مسلک حقہ کے تشخص کو اغیار کی سازشوں سے بچانے میں کامیاب ہوئے۔

آپؒ اپنی تقریروں میں علامہ اقبال کے اس شعر کو اکثر پڑھتے تھے۔

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں تو محفل انجم بھی نہیں

آپؒ عورتوں کو ہمیشہ باوضو رہنے کی تلقین کرتے ہوئے نظر آتے تھے۔ تا کہ نیک صالح اور ولی کامل اولاد پیدا ہوں۔ دوسری

طرف جوانوں کو آپؒ ذوق وشوق سے علم حاصل کرنے اور انہیں سی ایس ایس (CSS) کے امتحانات کی بھر پور تیاری کا درس دیتے تھے۔آپؒ اکثر جوانوں سے مخاطب ہو کر فرماتے تھے کہ صوفیہ نوربخشیہ صرف ایک مسلک نہیں ہے بلکہ یہ ایک عظیم تحریک ہے جس کی کامیابی کا دارومدار جوانوں کے کاندھوں پر ہی ہے۔

قارئین کرام! آج جب کہ یہ ہستی ہم سے جدا ہو چکی ہے اور عالم نوربخشیہ رنج وغم کی کیفیت سے دوچار ہے۔تو یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ ہم اپنی صفوں میں اتحاد واتفاق اور نظم وضبط کی فضا کو برقرار رکھتے ہوئے اس عظیم روحانی شخصیت کی کاوشوں کو آگے بڑھا سکیں۔ علامہ اقبالؒ نے شاید آپ جیسی ہستی کے لیے کہا تھا ۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

☆☆☆☆

بقیہ: خانقاہی نظام کا علمبردار الحاج فقیر محمد ابراہیم

یوں تو بوا فقیر محمد ابراہیم صاحب نے لاکھوں لوگوں کو پانچ وقت کا نمازی بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم و حکمت اور روحانیت سے مالا مال کیا تھا۔آپ کے دنیا سے رخصت ہونے پر چاہنے والے لاکھوں عقیدت مند غم سے نڈھال ہو کر زار وقطار روتے رہے۔ بوا مرحوم نے اپنے دروازے حاجت مندوں کے لیے کبھی بند نہیں کیے۔آپ کے گھر پر ہمیشہ لنگر جاری رہتا تھا۔آپ نے دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے بھی خلق خدا کے لیے چشمہ شفا جاری کر کے مخالفین کو ہوش کے ناخن لینے پر مجبور کر دیا۔

(جاری ہے۔۔۔)

☆☆☆☆☆

بقیہ: بوا فقیر ایک مرد حق اور ایک عہد ساز شخصیت

چاہیے کہ اعتکاف نشینی کے محافل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور محفل ذکر وفکر اور دعائیہ تقریبات میں بھر پور شرکت کریں۔ اپنے وظائف اور دیگر اعمال صالحہ صحیح معنوں میں جاری وساری رکھیں اور لوگوں سے خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آئیں اور صبر وشکر کا سہارا لیتے ہوئے اللہ اور رسولؐ کے دوستوں سے دوستی اور دشمنوں سے دشمنی رکھیں اور دشمنوں کی سازشوں کو ناکام بنائیں۔خوب جان لو کہ ہم صرف نبی مکرم، رحمت دوعالمؐ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر دنیا وآخرت میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔خدا ہم سب کو دین کی اصلی معنوں میں خدمت کرنے، اسلامی اقدار کو فروغ دینے، معاشرتی ترقی اور اصلاح کے سلسلے میں اقامت دین کیلئے باعمل انسان اور اچھے مسلمان بننے اور بنانے کی طرف بھرپور توجہ دینے اور اسلامی تعلیمات کو پھیلانے کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین

☆☆☆☆☆

بقیہ: ایک المناک حادثہ اور لوگوں کے تاثرات

پُر سوز انداز میں خطاب کیا ان کے خطاب سے سامعین محظوظ ہوئے اور انداز بیان سے مرحوم فقیر کی یاد تازہ ہو گئی۔ حاجی ثناءاللہ نے آستانہ عالیہ کے نقشے اور پراجیکٹ پروگرام پر گفتگو کی آستانہ عالیہ کے لئے چندہ کی اپیل کی تو پل بھر میں لاکھوں روپے کے اعلانات ہو گئے۔ مولانا سلام صاحب نے چہلم کی مناسبت سے تقریر کی، نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے صدر مولانا نور الحسن نے مرحوم کی سیرت پر مختصر روشنی ڈالی۔مرشد بوا فقیر کے سینیئر ترین شاگرد زہد وتقویٰ کے مالک، بکثرت اعتکاف کرنے والے اور فقیر ابراہیم کے صحبت سے فیض یاب پانے والے وہر دلعزیز شخصیت بوا رستم علی انجم نے مرحوم فقیر کی زندگی کے چند پہلوؤں کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے چند کشف وکرامات بیان کیے۔آپ نے عوام الناس کو امن وامان کی تعلیم دیتے ہوئے میدان طریقت میں کودنے، سیر وسلوک کرنے اور توبہ وذکر کرنے کی طرف توجہ دلائی اور ریاضت کے اس میدان کو آگے بڑھانے کے لئے بھی آپ نے ذمہ داری قبول کرنے کی طرف اشارہ کیا۔

آخر میں سید ناصر حسین نے اختتامیہ ودعائیہ کلمات کے ساتھ ساتھ ملکی سالمیت بقاء استحکام اور افواج پاکستان کے حق میں دل کھول کر دعا کی۔اس کے بعد تقسیم لنگر کا سلسلہ شروع ہوا۔

☆☆☆☆☆

شخصیات

بوافقیر ایک مرد حق اور بلتستان کی ایک عہد ساز شخصیت

حاجی غلام حسین سرمکی

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ٥ بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ انہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا (۱) جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت (۲) سکھاتا ہے یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

عالم اسلام کے ایک عظیم محسن، قطب الاقطاب، عارف کامل، عالم ربانی، مرشد اعظم، رہبر شریعت، پیر طریقت سلسلہ عالیہ صوفیہ نوربخشیہ الحاج فقیر محمد ابراہیمؒ نے تہذیب حاضر میں گرفتار ہوئے بغیر اپنی پوری زندگی خدمت انسانیت اور تبلیغ دین میں صرف کردی۔ چنانچہ 21ویں صدی کے اس ولی کامل نے ایک العلماء وارث انبیاء ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے مندرجہ بالا قرآنی آیت کی عملی تفسیر کرتے ہوئے اپنی پوری زندگی کو خدمت دین، امر بالعروف ونہی عن المنکر، تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے کام پر لگا دیا۔ آپ کا ضمیر مطمئن تھا اور آپ کو اپنی حقانیت پر اعتماد اور اپنی راست گوئی پر پورا بھروسہ تھا۔ آپ کی تعریف وتوصیف بیان کرنا میرے فہم وادراک سے باہر ہے تاہم آپ کی عدالت، تدبر وتفکر، عزم وارادہ، حکمت ودانشمندی، احکام شریعت کی پابندی، فصاحت وبلاغت اور اخلاق کی بلندی، غریبوں کی دست گیری، شجاعت وبہادری اور سخاوت وفیاضی ایسی صفات حمیدہ ہیں جن سے آپ کی بلندی کردار کے تمام روشن پہلو سامنے آتے ہیں۔

جلوت میں بادشاہ ہے تو خلوت میں تو فقیر
جنگاہ میں جوان، حریم خرد میں پیر

بوا محترم نے اپنی پوری زندگی قرآن مجید کی تعلیمات کو عام کرنے، اصلاح معاشرہ، نوجوانوں کی کردار سازی اور اتحاد بین المسلمین کو فروغ دینے میں صرف کردی۔ اتحاد بین المسلمین کی ایک واضح مثال یہ ہے کہ آپ نے اپنی پوری زندگی میں یہ نہیں دیکھا کہ آپ کے پاس جو بھی خواتین وحضرات تشریف لاتے ہیں اُن کا تعلق کس علاقہ یا رنگ ومذہب سے ہے۔ اسی طرح سے آپ نے فرقہ واریت کی بجائے لوگوں کو اصل معنوں میں اسلام کی حقیقت سے روشناس کیا اور کئی ایک معاہدے کروائے جس کا مقصد دین وملت کو تقویت دینا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ دیگر مذاہب کے لوگ بھی آپ کی تعلیمات واخلاق سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ یوں اس معمار قوم اور محسن اعظم نے حقیقی معنوں میں معاشرہ سازی، نیکی اور محبت پھیلانے اور استحکام معاشرہ میں نہ صرف اپنا بھرپور کردار ادا کیا بلکہ اپنے تمام مریدوں اور ماننے والوں کو بھی اس بات کی تلقین کرتے رہے کہ وہ بھی ایک اچھے انسان اور مسلمان کی حیثیت سے جس میں عاجزی، انکساری، اخلاق ومحبت، ایثار وقربانی، سچائی ونیکی، صبر وقناعت، زہد وتقوی، ایمان اور یقین جیسے اوصاف موجود ہوں اپنا کردار ادا کرتے رہیں تاکہ لوگوں کی کردار سازی اور اصلاح معاشرہ ہو اور لوگوں کی تقدیریں بدل جائیں۔ یوں انسانوں کی زندگیوں کو گمراہی سے راستی، بے راہ روی سے خدا ترسی اور شک سے یقین کی طرف موڑتے ہوئے تصوف کے اعلیٰ مدارج طے کرنے اور تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی قوت پیدا ہو کیونکہ مادی ترقی کے ساتھ ساتھ

اخلاقی اوراُخروی زندگی میں کامیابی بھی ازحد ضروری ہے بصورت دیگر قیامت میں ہم سب سے اس بارے میں پوچھ گچھ ہوگی اور پیغمبر اکرمؐ ہمارے خلاف گواہی دیں گے۔

وا فقیرؒ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن مجید راہ ہدایت اور مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں زندگی کے تمام مسائل کا حل بطریق احسن موجود ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی قیمتی سرمایہ نہیں اور خدا نے اس کو پڑھنے اور سمجھنے کیلئے آسان بھی بنا دیا ہے لیکن ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارے دل کی آنکھ بند ہے جس سے ہم اس کے اسرار ورموز کو سمجھنے اور اس کے مطابق زندگی بسر کرنے سے قاصر ہیں اور آج کا مسلمان اس عظیم سرمایہ سے خاطر خواہ فائدہ حاصل نہیں کررہا ہے جس سے اس کی زندگی اجیرن ہوکر رہ گئی ہے۔ ہر طرف فتنہ وفساد کی خبریں ہیں اور زندگی لوگوں کیلئے وبال جان بن کر رہ گئی ہے۔ ایسے حالات میں ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم سب جس میں والدین، اساتذہ اور علماء وغیرہ شامل ہیں معاشرے کو سنوارنے کیلئے اُٹھیں کیونکہ ایک مسلمان کی زندگی کا مقصد ہی یہی ہے کہ وہ ایک اطاعت شعار بندے کی حیثیت سے ہر حال میں اللہ کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرتا رہے اور اپنے آپ کو پہچانے تاکہ معرفت خدا ورسولؐ وائمہ کرامؑ بمعرفت دین وقرآن مجید حاصل ہو۔ آپ کا خیال تھا کہ آج کا مسلمان دنیاوی وعارضی اور ناپائیدار زندگی جو آخرت کے ایک دن کے برابر بھی نہیں ہے اس میں کھوکر اور اپنے اصل مقصد زندگی سے غافل ہوکر اپنے اصل مستقبل اور حقیقی کامیابی سے محروم ہو چکا ہے جس کی وجہ سے ہمارے تعلیمی اداروں سے نیک اور پرہیزگار لوگ جو قوم کا عظیم سرمایہ اور طاقت ہے نکلنے کی بجائے مادہ پرست لوگ نکل رہے ہیں۔ اگر سکول/مدرسہ کے طالب علم اور اُستاد کو توجہ اور اصلاح اور تبدیلی کا مرکز بنایا جائے تو قوم کے یہ معمار نئی نسل کی تعمیر شخصیت کے ذریعے ایک نئی دنیا اور زندہ قوم آباد کرسکتی ہے یوں آپ دینی اور دنیاوی دونوں تعلیم وتربیت کے خواہاں تھے بصورت دیگر تعلیم یافتہ افراد کی پہچان ساری عمر پڑھنے کے بعد صرف کاغذ کے ٹکڑے کی سی ہو جائیگی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ڈگری تو محض تعلیمی اخراجات کی رسید ہوتی ہے علم تو انسان کی گفتگو اور عمل سے ظاہر ہوتا ہے۔ یوں آپ نے تعلیم کی اہمیت، ترقی اور ترویج کیلئے عملی اقدامات اُٹھائے جس میں سکردو میں جامعہ شاہ ہمدانؒ کے علاوہ مدرسۃ البنات اور دیگر تعمیراتی منصوبوں کی نگرانی وسرپرستی کے علاوہ ملک کے گوشہ گوشہ میں اسلامی مدرسوں اور مسجدوں کا قیام اور انتظام والصرام میں گہری دلچسپی لینا وغیرہ شامل ہے۔

جہاں تک آپ کی محبت اہلبیتؑ کا تعلق ہے اس بارے میں کون نہیں جانتا کہ آپ نہ صرف لوگوں کو مودۃ قربیٰ کے بارے میں تلقین کرتے رہتے بلکہ آئمہ کرامؑ کی خوشی اور غمی کی محفلوں میں بنفس نفیس خود تشریف لے جاتے اور اپنے ہاں سالانہ دو بڑی عیدوں کا اہتمام بڑے ذوق وشوق سے فرماتے اس کے علاوہ حضرت فاطمہ زہرہؑ کی عید سعید ہر سال بڑے دھوم دھام سے مناتے جس میں بلتستان کے تمام علاقوں سے ہزاروں لوگ شریک ہوتے اس کے علاوہ 15 شعبان کو خصوصیت کے ساتھ عید امام آخرالزمانؑ کا اہتمام فرماتے اور علاقے کے مختلف گاؤں میں عید کے جلسوں کی صدارت بھی فرماتے یوں آپ حقیقی معنوں میں پنجتن پاک کے غلام تھے۔ خیال رہے کہ نہ صرف آپ زندگی بھر عیدالضحیٰ کے موقع پر انہی پاک ہستیوں کے نام پر 8 سے 10 قربانی کے جانور ذبح کرتے تھے بلکہ آپ کے بعض مریدین بھی قربانی کے وقت کم از کم دو جانور ضرور ذبح کرتے ہیں۔

بعض حضرات کا خیال تھا کہ بوا صاحب کو اپنی زندگی میں فلاں کام کرنا چاہیے تھا اور فلاں کام نہیں کرنا چاہیے تھا حالانکہ وہ حضرات نہیں جانتے تھے کہ بوا محترم اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کرتے تھے وہ وارث انبیاءؑ کی حیثیت خدا اور رسولؐ کے احکام کے پابند تھے جیسے سرکار دو عالمؐ جو اپنی مرضی ومنشاء سے ایک لفظ بھی بیان نہیں فرماتے تھے مثلاً بعض حضرات کا خیال تھا کہ بوا محترم کو سیاست میں حصہ نہیں لینا چاہیے تھا ایسے میں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کیا حضور اکرمؐ نے سیاست میں حصہ نہیں لیا اسی طرح سے دیگر آئمہ کرامؑ اور بزرگان دین نے

سیاست نہیں کی؟ کون نہیں جانتا کہ حضور اکرمؐ بہترین سیاست دان بھی تھے۔ ہماری بدقسمتی سمجھ لیں کہ ہم آپ اور آپ کی طرح کے دیگر لوگ کو اُن کی زندگی میں پہچاننے کی بجائے بعد میں اُن کی وفات پر اُن کا خیرخواہ بننے کی کوشش کرتے ہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ اسلام میں نسلی امتیاز، خاندانی تفریق، شخصیت پرستی، سرمایہ پرستی اور قبیلہ پرستی نہیں ہے اور نہ کسی کو اللہ اور رسولؐ کے حکم کے سامنے کوئی رائے زنی اور عقل آرائی یا طبع آزمائی کی اجازت ہے ہمیں چاہیے کہ ذکر وفکر اور علم وعمل کے ذریعے اپنی گفتار اور کردار میں تبدیلی لائیں اور اللہ اور رسولؐ کی حکم پر بلا چوں وچرا سرِ تسلیم خم کریں اور یقینی زندگی بسر کریں کیونکہ بے یقینی کی زندگی غلامی سے بدتر ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ روح کی تقویت کا سامان کرنا ہر انسان کیلئے لازم ہے تمام انبیاءِ کرامؑ اور آئمہ کرامؑ اور بزرگان دین نے تزکیہ نفس کیا ہے تو ہمیں بھی چاہیے کہ شریعت، معرفت، حقیقت اور طریقت کی راہ پر گامزن ہوں تاکہ ایمان کی شدت وگہرائی میں اضافہ ہو اور اپنے آپ کو پہچان سکیں۔ آپ کے یہ اقوال سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں۔ ''انسان مٹی کا پتلا ہے مٹی میں شامل ہونا ہے اُسے چاہیے کہ اپنے آپ کو خاک کا پتلا ہی سمجھے نہ کہ اپنے آپ کو سب کچھ سمجھیں''۔ سب سے خوبصورت چیز انسان کا نیک ارادہ ہے عمدہ چیز کو حاصل کرنا خوبی نہیں بلکہ اس کو عمدہ طریقے سے استعمال کرنا خوبی ہے۔ ایک دفعہ روحانی طور پر اعلیٰ مقام حاصل کرنا آسان ہے تاہم مستقل مزاجی سے اُس مقام پر قائم رہنا مشکل کام ہے۔ بُرائی بُروں سے نہیں شریفوں کی خاموشی سے پھیلتی ہے۔ گناہ سے بچنے کی کوشش جتنی زیادہ ہوگی تقویٰ اتنا ہی زیادہ ہوگا۔ بغیر تزکیہ والے مردوں کی نسبت وہ خواتین بہتر ہیں جو تزکیہ والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ایسا خوف بے فائدہ ہے جو گناہ سے بچنے میں رکاوٹ نہ بنے۔ حقیقت، طریقت، معرفت کے بغیر شریعت پر کماحقہٗ عمل پیرا ہونا ناممکن ہے۔

آپ کو عہد شکنی، مکاری اور منافقت سخت ناپسند تھی اور یہ بے غیرتی کہ لوگ حق کو حق اور ناحق کو ناحق کہنے کی جسارت نہیں کرتے۔ ایسے میں اُن کا شمار اور حشر بھی اُن ظالموں اور منافقوں کے ساتھ ہوگا جو اُن کے ساتھی ہیں۔ ظالموں کو ظلم سے روکنا اور منافقوں کو اُن کی منافقت سے روکنا بھی عین نیکی ہے۔ لہٰذا ہمیں نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کا مددگار رہنا چاہیے اور اللہ کے راستے سے روکنے والوں کی غلامی سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے لوگوں سے ڈرنے کی بجائے صرف اللہ کا سہارا رکھنا چاہیے۔ اگر صبر کی قوت، تسلیم ورضا کی کیفیت اور ایمان کی حرارت موجود ہو تو فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔ بے شک اللہ کا گروہ غالب آکر ہی رہے گا۔ (القرآن)

آپ سراپا رحمت تھے آپ نے کبھی بھی کسی مسلمان کی دل آزاری نہیں کی اور نہ کسی کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی۔ البتہ ظالم کو ظلم سے روکنا اور سازشیوں کو اُن کی مکاری اور سازشوں سے روکنا اپنا فریضہ سمجھتے تھے۔ آپ نے کبھی کسی کو غلط مشورہ نہیں دیا اور نہ ہی امانت میں خیانت کی۔ آپ نے ایک محافظ دین وملت اور عاشق قرآن مجید کی حیثیت سے ایک غازی کی سی زندگی اور شہیدوں کی سی موت پائی۔ آگاہ رہیں کہ شہداء اور اولیاء کبھی نہیں مرتے اگر جہادِ اصغر میں مصروف شخص شہیدوں میں شامل ہوسکتا ہے تو وہ شخص جو پوری نصف صدی (پچاس سال) کبھی باقاعدہ بستر لگا کر نہ سویا ہو اور جہادِ اکبر میں پوری زندگی صرف کی ہو وہ شہید شمار نہیں ہوگا؟ ویسے بھی حادثہ کا شکار ہونے والا شہیدوں میں ہی شمار ہوتا ہے۔

جہاں تک اِن کی کرامت کا تعلق ہے ہزاروں بے نمازیوں کو نمازی بنانا اور نوجوانوں کی کردار سازی اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ راست پر لانا اور تزکیہ نفس کرانا اُن کی کرامات میں سے ہیں۔ ایک دانا کا قول ہے کہ ''میرے لئے ایک پہاڑ کو اُٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا آسان ہے اس سے کہ ایک جاہل آدمی کی اصلاح کرنا'' آپ کی اصل کرامت یہ ہے کہ ایک دنیا دار کو دیندار اور بے ایمان لوگوں کو ایماندار بنایا جائے۔ آپ نے حق وصداقت کی جو شمع روشن کی ہے وہ لوگوں کے دلوں میں تا ابد روشن رہے گی۔ مریدین اور متعلقین کو

باقی صفحہ نمبر 19 پر

تاثرات

ایک المناک حادثہ اور لوگوں کے تاثرات

مولوی محمد شفیع مطہری

قرآن پاک میں ارشاد ہے "ہر نفس نے موت کا مزہ چکھنا ہے" یوں تو یہ کائنات جب سے بنی ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک بے شمار انسان انا للہ وانا الیہ راجعون کے تحت آئے اور رخصت ہوتے گئے۔ الغرض کوئی سعادت کی موت اور کوئی شہادت کی شکل میں دار فانی سے دار باقی کی طرف کوچ کر گئے۔ اُن اولیاء کرام میں سے ایک ایسی ہستی جو آج ہم میں نہیں جو ساری زندگی بچپن ہی سے ریاضت، چلہ کشی، احسان، شفقت علیٰ خلق اللہ اور کریمانہ شخصیت کے مالک تھے۔ جب اُنھوں نے راہِ طریقت کے سیر و سلوک میں قدم رکھا تو علم لدنی سے مالا مال ہو گئے یوں اُنھوں نے اعتکاف (چلہ کشی) کے باب کا احیا کیا تو روز بروز اُن کے حلقہ آدب میں ہزاروں لوگوں نے قدم رکھنا شروع کر دیا اس طرح ہزاروں عاصیان توبہ کے جام پی کر بندگانِ خدا میں شامل ہو گئے اور آپ کے دور حیات میں ہی کئی بندگانِ خدا خاصانِ خدا میں تبدیل ہو گئے۔ ہزاروں بے نمازی نمازی بن گئے۔ تارک الجماعت جماعت کے پابند ہو گئے بہت سے نوجوانوں اور نشے کے عادی لوگوں نے جیبوں سے سگریٹ نسوار کو طلاق دے کر تسبیح سے رشتہ کر لیا۔ خصوصاً اس مادی پُر آشوب اور شکم سیری کے دور میں انہیں راہِ ہدایت کی طرف لانا آسان نہیں تھا لیکن اس بزرگ ہستی نے بے پناہ اخلاقی تربیت سے روحانی انقلابی ماحول پیدا کیا۔ لیکن کل نفس ذائقۃ الموت کے تحت مورخہ اکیس اگست بروز پیر بوقت 4.40 پر اچانک حادثاتی موت کا شکار ہوا۔ اس موقع پر آپ نے اپنے ساتھ مزید سات رفقاء خاص کو بھی کملی میں چھپا لیا اور خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

اس غم کی گھڑی میں بے شمار عقیدت مند، مریدین، معتقدین، تصوف کے پروانے، نوجوانان، بزرگ، علماء کرام سادات عظام، مشائخ، آفیسران، اکابرین، اسکالرز، سماجی شخصیات، ارباب علم و ادب، ججز، وکلاء، سیاسی رہنماء ہر مکتب فکر کے لوگ اور دوسری جانب خواتین کی ایک جم غفیر تعداد اشکوں کے ہار لئے رو رو کر آنکھیں سفید ہو رہی تھیں۔ جب جسدِ خاکی کو گھر میں آخری دیدار کرانے کے بعد قبرستان کی طرف لے جایا گیا تو ایسا محشر پیدا ہو گیا گویا قیامتِ کبریٰ برپا ہو گئی۔ تمام مرد و زن کے رونے کی آوازیں آسمان سے چھو رہی تھیں اتنی رقت آمیز کیفیت آج تک نہیں دیکھی گئی اور سول ہسپتال خپلو بے ہوش لوگوں کا مسکن بنا ہوا تھا۔ ہسپتال میں ہائی الرٹ جاری کر دیا گیا۔ اس موقع پر گنگ چھے ریسکیو دفتر کا افتتاح بھی ہوا تھا۔ ریسکیو ٹیم اس غم کے موقع پر مرہم ثابت ہوا اور عملے نے بڑے اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے بہترین کردار ادا کیا۔ رحلت کے دن سے ہفتم تک کراچی، اسلام آباد سے لے کر سیاچن کے دامن تک سے آئے ہوئے علماء کرام اور سیاسی نمائندوں نے اپنے اپنے جذبات اور تاثرات پیش کئے۔

وزیر اعلیٰ گلگت بلتستان حافظ حفیظ الرحمان خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ جناب قبلہ فقیر مرحوم کی زندگی ایک بے مثال زندگی تھی ان کے اندر ایک روحانی قوت پنہاں تھی۔ انھوں نے بلتستان کے ماحول کو نہ صرف امن و امان کا پیغام دیا بلکہ اُن کے زکر و افعال کی بدولت اور دعاوں کے طفیل ہم اس ماحول میں جی رہے ہیں انھوں اس بزرگ ہستی کو تصوف کا علمبردار قرار دیا۔ انھوں نے کہا کہ اس بزرگ ہستی کی عاجزانہ اور فقیرانہ صحبت سے ہم بے حد متاثر تھے۔ حفیظ الرحمان صاحب نے تمام مریدین، معتقدین و دیگر نوربخشی عوام کو آخر میں یہ پیغام بھی دیا کہ دکھ کی اس گھڑی میں ہم سب برابر کے شریک

ہیں تاہم مرشد کے نورانی طرز زندگی، ریاضت اور ذکرواذکار کو ہمیشہ جاری وساری رکھنے کی تاکید کی گئی اس موقع پر وزیر اعلیٰ صاحب نے صوفیہ نوربخشیہ کے تمام پیروکاروں کو یہ نوید بھی سنائی کہ جب بھی کوئی مشکل وقت آئے یا مسئلہ ہوا تو ہماری خدمات آپ لوگوں کے ساتھ ہیں ساتھ ہی انھوں نے اس غم واندوہ کے موقع پر پورے گلگت بلتستان میں تین روزہ سوگ کا بھی اعلان کیا۔

گورنر گلگت بلتستان میر غضنفر صاحب نے اپنے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں اس بزرگ ہستی وروحانی پیشوا مرحوم و مغفور کے لئے فاتحہ خوانی اور سوگوار خاندان کی تعزیت کے لئے جناب صدر پاکستان ممنون حسین صاحب کی باقاعدہ ہدایت کی روشنی میں یہاں آیا ہوں۔اس بزرگ نے اپنے دورِ حیات میں بہت سارے لوگوں کو راہِ ہدایت دکھائی اور اعمال صالحہ کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی اس درد والم کے واقعہ پر ہم سب برابر کے شریک ہیں۔انھوں نے اپنے پیغام میں کہا کہ ان کے نیک سیرت پہلوؤں کو ہمیشہ کے لئے یاد رکھیں اور اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور سوگوار خاندان و دیگر پیروکاروں کو صبر جمیل عطا کرے۔

گلگت بلتستان اسمبلی کے سپیکر جناب فدا محمد ناشاد نے اپنے دلی رنج کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم فقیر کی موت پوری قوم کے لئے ایک نقصان ہے فقیر مرحوم ایک روحانی حکیم بھی تھے اور جسمانی ڈاکٹر بھی سیروسلوک کے میدان میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا انھوں نے اپنے پیغام میں کہا کہ اُن کے پاکیزہ مشن اور تعلیمات کو جاری رکھیں۔

سردار خان ممبر قانون ساز اسمبلی چترال نے اپنے دلی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جناب بوا فقیر صاحب کی زندگی ایک درویشانہ، عاجزانہ زندگی تھی وہ چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑے جو بھی دربار میں آتا اُٹھ کے استقبال کرتے تھے لوگوں کو خود اُٹھ کر چائے پانی کھانا کھلاتے تھے یہ ایک سخی کا دربار تھا۔

غلام حسین ایڈووکیٹ ممبر قانون ساز اسمبلی نے سکردو میں ایک تعزیتی کانفرنس میں اپنے تعزیتی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ دکھ کی یہ گھڑی پوری ملت کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے آپ کی ریاضت اور ذکرواذکار کے تذکرے پورے بلتستان میں بلکہ ملک کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں۔مگر بدقسمتی سے اب ہم میں نہیں رہے۔یہ حکم خدا ہے یہاں کوئی بھی نہیں رہتا انھوں نے اپنے پیغام میں کہا کہ مریدین، معتقدین، عقیدت مند اور ہر نوربخشی سب مل کر جب تک ان کی تعلیمات کو زندہ نہیں رکھیں گے اُن کی پاکیزہ روح ہم سے خوش نہیں ہوگی۔

شیخ جواد صاحب معروف عالم دین سکردو جناب علامہ شیخ جعفری کی قیادت میں سکردو سے شیوخ عظام کی ایک مکمل ٹیم تعزیت کے لئے پہنچی۔اس موقع پر علامہ جعفری صاحب کے حکم واجازت سے معروف عالم دین و باعمل شخصیت شیخ جواد صاحب نے اپنے تاثرات میں کہا کہ مرحوم کی زندگی خالص عمل اور ریاضت پر منحصر تھی۔اُن کا مزاج عاجزانہ اور درویشانہ تھا لوگوں کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی جس کی رحلت سے ہر آنکھ اشکبار تھی۔شیخ جواد صاحب نے اس تعزیت کے موقع پر حضرت علیؑ کا قول بیان کرتے ہوئے کہا کہ تم اپنی زندگی کو اس طرح نیک اور باکردار بناؤ اگر زندہ رہے تو ہر کوئی اس کی عزت کرے۔اگر دنیا سے رخصت ہو جائے تو ہر کوئی رونے پر مجبور ہو جائے تو آج مولیٰ علیؑ کا یہ فرمان اس شخصیت پر صادق آگیا کہ آج صرف اہل نوربخشی ہی نہیں ہر کوئی اشکبار ہے۔انھوں نے اپنے پیغام میں کہا کہ مرحوم کی تعلیمات کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی کوشش کریں۔

جناب رحمت اللہ صاحب جماعت اہل سنت خپلو نے اپنے تعزیتی تاثرات پیش کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم ومغفور شفقت، ہمدردی، حُسنِ اخلاق اور آپ کے عاجزانہ طرز زندگی سے ہم سب بے حد متاثر تھے یہ ایک ایسا دربار تھا جہاں سب سیر شکم ہو کر جاتے تھے۔مولانا رحمت اللہ نے مرشد کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کا ذکر کر کے حاضرین وسامعین کو رونے پر مجبور کر دیا۔اور صفِ ماتم کی صورت اختیار کرگئی۔ مولانا صاحب نے عبداللہ بن مبارک کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا یہ

ایک ایسی ہستی تھی جو لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کرتی تھی۔انھوں نے اپنے پیغام میں کہا کہ ہم فقیر مرحوم کے دئے ہوئے سیر و سلوک کے میدان سے منہ ہرگز نہ پھیریں بلکہ عطا کردہ ذکر و اذکار کے نورانی فضا کو قائم رکھیں۔

معروف عالم دین ابراہیم جماعت اہل حدیث غواڑی اور علماء کی ایک جماعت تعزیت کے لئے آئی جس کی قیادت جناب مولانا ابراہیم صاحب کر رہے تھے۔اُنھوں نے اپنے تعزیتی تاثرات میں کہا کہ فقیر مرحوم کی زندگی نہ صرف ریاضت کے میدان میں کوشاں تھی بلکہ لوگوں کی خدمات کے لئے ہی وقف تھی۔اُن کی علمی، ادبی، اخلاقی اور غیر معمولی خدمات ہم سب کے لئے نمونہ ہیں اُن کی اچانک موت سے ہم سب غمزدہ ہیں یہ کوئی معمولی نقصان نہیں۔لیکن صبر کرنے والوں کو ہی اللہ پسند فرماتا ہے اور مرحوم خود ایک صابر شخصیت کے مالک تھے اُنھوں نے اپنے پیغام میں کہا کہ اُن کی انمول زندگی کو ہمیشہ کے لئے یاد رکھیں۔

جناب شیخ غلام علی صاحب فقہ جعفریہ ڈویلپمنٹ؟ جناب شیخ غلام علی صاحب نے اپنے تعزیتی تاثرات میں کہا کہ مرحوم فقیر کی زندگی نہ صرف ریاضت کے میدان میں مصروف تھی۔ بلکہ ہمیشہ لوگوں کی خدمت کے لئے ہی وقف تھی۔مرحوم فقیر ذکر و اذکار کے ساتھ ساتھ ذکر مصطفیٰ و اہل بیت کرام کے بھی وقف تھی۔ وہ ہر سال جناب فاطمۃ الزہراؑ کا یوم ولادت بڑی عقیدت اور احترام کے ساتھ مناتے تھے وہ ایک حقیقی عاشق اہلبیت تھے۔ان کی رحلت بالخصوص خپلو کے لئے اور بالعموم اہل بلتستان کے لئے ایک بڑا سانحہ ہے مغفور فقیر صرف نوربخشیوں کے روحانی پیشوا نہیں تھے۔ بلکہ ہر ایک کے لیے وہ ہر دلعزیز شخصیت تھی۔

دیگر معتقد علماء کرام، اکابرین ارباب علم و ادب، اسکالر، آفیسران اور مختلف سیاسی حلقوں کے نمائندوں کے مجموعی طور پر یہی تاثرات تھے کہ مرحوم کی زندگی عمل، ریاضت، خوف خدا، دوامِ طہارت و ذکر اور دوامِ وضو کی تبلیغ مخلوقِ خدا کی خدمات اور تطہیر معاشرہ کے لئے اپنی جد و جہد جاری تھی۔

مرحوم تریسٹھ برس کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک بھی تریسٹھ برس ہی تھی۔یوں اس روحانی پیشوا کی مغفرت کے لئے اور سوگوار خاندان سے تعزیت کے لئے وطن عزیز پاکستان کے کونے کونے سے ہفتم تک تو سلسلہ جوق در جوق جاری رہا اور ابھی بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔چہلم تک مرحوم کی ایصال ثواب اور درجات کی بلندی کے لئے سیاچن کے دامن سے لے کر بیرون ممالک میں موجود عقیدت مند متواتر سے قرآن خوانی کرتے رہے۔رسم چہلم تک مرحوم کے دولت سرا پر خپلو بالا پائین کے تمام محلے والوں نے باری باری قرآن خوانی کا اہتمام کیا۔ چالیسویں تک تمام نوربخشی مساجد میں مغفرت کے لئے نفلی نماز کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ادھر مرحوم کی جائے حادثہ پر قربانی کے ایام میں جب عقیدت مندوں نے مرشد کے نام پر ایک دُنبہ اور ایک بیل ذبح کیا تو مرشد کے جانے کے بعد بھی کرامات کے چشمے پھوٹ پڑے کسی بھی صحرا یا چٹیل میدان میں پانی کا چشمہ نکل آنا کسی معجزہ سے کم نہیں ہے۔جونہی یہ چشمہ پھوٹ پڑا تو لوگ جوق در جوق زیارت اور متبرک پانی پینے دوڑ پڑے اور آن ہی آن میں شیرین اور میٹھے چشمے کا پانی بلتستان کے عقیدت مندوں کے گھر گھر کے علاوہ کراچی تک پہنچا۔

ادھر جمعہ کے روز رسم چہلم کے کے موقع پر سب سے پہلے گنگ چھے انتظامیہ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب نے مرحوم مرشد کے چہلم کے موقع پر لوکل چھٹی کا اعلان کیا۔چہلم کے موقع پر سکردو سے لے کر سیاچن کے دامن تک سے عقیدت مند آئے تھے صبح سات بجے سے قرآن خوانی کا آغاز ہوا جو گیارہ بجے تک جاری رہا۔

جمعۃ المبارک کے بعد دو بجے ایک روحانی تعزیتی کانفرس منعقد ہوئی۔ جس میں ساداتِ عظام، علماء کرام، عقیدت مندوں اور خواتین کی ایک ہجوم موجود تھیں ۔ اس موقع پر روحانی پیشوا مرحوم فقیر ابراہیم کے بڑے فرزند ارجمند نے پہلی بار اجتماع سے بڑے دلنشین اور

باقی صفحہ نمبر 19 پر

مرشدِ کاملؒ

ممتاز حسین

صفائے قلبِ باطن کی ضمانت مرشدِ کامل
شفائے روحِ مضطر کی بشارت مرشدِ کامل
مقام ان کا ہے کیا تم کو خبر اے پوچھنے والو
مریدوں کی بصیرت اور بصارت مرشدِ کامل
فقیروں صوفیوں سب کے ٹھکانے ان کے در پر ہیں
خدا کے راز دانوں کی جماعت مرشدِ کامل
انہی سے درس ملتا ہے اخوت' بھائی چارے کا
محبت 'پیار والفت کی علامت مرشدِ کامل
جہاں میں وہ لٹاتے ہیں خدا کی نعمتیں ہر سو
نظر آتی ہے پھر سب کو کرامت مرشدِ کامل
حقیقت اور طریقت کے انہی پہ راز انشاء ہیں
چراغ علم و عرفاں کی تمازت مرشدِ کامل
شرابِ حق پلاتے ہیں وہ جب میخانۂ حق سے
تو کرتی ہے زبانِ حق تلاوت مرشدِ کامل
کبھی باطل کے آگے سرنگوں ہونا نہیں سیکھا
صفت مردِ فقیری کی شجاعت مرشدِ کامل
انہی کے دم سے قائم ہیں عبادت خانقاہوں میں
ہمارے دین و ایماں کی حفاظت مرشدِ کامل
وہی ہیں عابدوں اور زاہدوں کے آنکھ کی ٹھنڈک
دلِ صوفی و عارف کی حلاوت مرشدِ کامل
تمہارے واسطے عینِ سعادت ہو گی بس ممتازؔ
اگر اپنے لیے سمجھو سعادت مرشدِ کامل

☆☆☆☆☆

صوفیانہ کلام

گلزار احمد، کوروی

تصوف کے گلستان کا سجانا یاد آتا ہے
وفاؤں سے وفا تر انبھانا یاد آتا ہے
مسلمانوں کی ہر لحظہ بلندی کے لیے ہر دم
دعاؤں میں صدا آنسو بہانا یاد آتا ہے
طریقِ مصطفائی سے، ریاضت کی کمائی سے
ہر ایک خنّاس فطرت کا بدلنا یاد آتا ہے
پرائے لاکھ ہوں لیکن شجاعت کی بلندی سے
علی الاعلاں صداقت کا بتانا یاد آتا ہے
نظامِ دارِ فانی میں، یہاں کی نفسا نفسی میں
رسوماتِ تصوف کا منانا یاد آتا ہے
بہت سے لوگ اپنے آپ کو پاتے ہیں اغیار میں
بغاوت کی لکیروں کا مٹانا یاد آتا ہے
جہاں کسی بھی مجلس ہو جہاں تقریب ہو کوئی
تری پُر کیف باتوں کا زمانہ یاد آتا ہے
تصور میں نہ تھا یونہی اچانک چھوڑ جائیں گے
جہاں سے کوچ کرنے کا بہانا یاد آتا ہے
خدا کے عشق میں احمدؔ ذرا تم عز و شان دیکھو
حقیقت میں منازل کا کمانا یاد آتا ہے

☆☆☆☆☆

قلق و فراق فقیرؒ　شکور علی انورؔ

فراق جان و دل بہ ما گراں شد
کہ درعین بہار ما خزاں شد
سکون و راحت جانِ مریداں
قضائے لم یزل منظور جاں شد
زجیفش مرد مانِ حق جواں بود
زرحلت جملہ احوال ماتیاں شد
مرا بود از وجودش ذوق عرفاں
ہمہ درد جہاں ایں دم عیاں شد
عیاں بود از رخش انوار عشم
کہ باد صر صر بیداد رواں شد
ثبات دین و ایماں در چمن بود
قضائے غم عطائے بے گماں شد
دریں دم منکہ مجبورم اشک ریز
جگر شد پاش پاش بہ لب فغاں شد
چہ سوز جان و دل داغ دھرگشت
فراقش بہ ہمہ آفاق چناں شد
ز ذکر و فکر دینم بود فروزاں
مرائے عشق وایماں ایں وآں شد
جمال روئے زیب بود در خشانی
کہ چشمم خون سرِ شک بار بہ آں شد
دریں دم بے حضوری و بے سروری
سرشت غم کہ دولت ہا زیاں شد
شکستہ شد دل عاجز ہمہ دم
سکوت بہ لب غم جاں ہم جواں شد
زلطفش زندہ شد آثار ریاضت
ہلال عشق جاناں ہم نہاں شد
قلوب نا قصاں را بود ارماں
حدیث عشق و الفت بہ فضاں شد
بروج عشق و ایمان و صداقت
فتاد بہ مرگ جانم ناگہاں شد
کرم گار فیض باراں بود ہمہ جا
دریں دم او نصیب دیگراں شد
بمرگش صد گریباں چاک از غم
وجودم بے نشان و بے مکاں شد
عطا پاش بود خطا پوش مریداں
سلام بہ تو کہ سرتاج غریباں شد
سلام اے جان ارمان حقیقت
سلام اے چارہ ساز، درویشاں شد
بیا بہ من بیا باز عیسائے بیمار
چناں بہ قلب انورؔ داغ ہجراں شد

☆☆☆☆☆

کلام مرشد　محرم علی شاہد غورسیوی

مینار دین کا تھا، بچھڑتے چلے گئے
سینے میں اک آگ لگاتے چلے گئے
دینِ نبیؐ کا آپؒ نے روشن کیا چراغ
علم و عمل کا شمع جلاتے چلے گئے
ذکر خدا کا، زہد کا اور اعتکاف کا
ہم عاصیوں کو جام پلاتے چلے گئے
اک شان سے رہا تھا جہاں بھی رہا تھا آپؒ
جاتے ہوئے تو حشر بپاتے چلے گئے
مغموم کر گئے ترے فرقت کی بات نے
معصوم حسرتوں کو رلاتے چلے گئے
محروم بدنصیب رہا تری دید سے
اور خوش نصیب تجھ کو اٹھاتے چلے گئے
شاہدؔ ہے واسطہ ترا مرشد سے، پیر سے
دنیا کو جس نے حق سے سجاتے چلے گئے

بلتی کلامِ مرشد

ازکلام: غلام نبی چھچی

یانگ ژالے نا گالتے کوالے نی چھوس چھچپہ بوا
میونگمہ بیسے ثحسایانگ لے نی چھوس چھچپہ بوا
یانگی آباد بیپیس ژھربوچیک چھونگیں دوک توک نا
بیوس دعا سترونگ زیرے چیک سانگ نی چھوس چھچپہ بوا
سینگپو سکمصید صوفی گنگمی گیور فو تھومہ نا خبر
فورے شخص یانگ جلینیک نو نی چھوس چھچپہ بوا
یا خدا آباد یوق شیک نی دی لیتھو لوخمہ چھوس
یو لایانگ سوسنگ لتا کھن میدنی چھوس چھچپہ بوا
چھچپہ چھوس نی بے فرا لوکھ کن یانی بیں
شاہ سیدی جوک لا یانگ ان سوک نی چھوس چھچپہ بوا
وخ نے لیتھو نا چلہ دوکپو یپی گنگمہ لا ژھب
ژام ژےستود نا یانگ بیتوے ان نی چھوس چھچپہ بوا
نژ گغید لوخمہ چوبچی فیاسترونگ یانگی یا صوفیوں
بیپہ جن تبی لا بیوس دعا یانگ نی چھوس چھچپہ بوا

☆☆☆☆☆

اعتکاف

کلام: سید ہدایت حسین سیّد

دل کا سکون روح کا آرام اعتکاف
بندوں سے اپنے رب کا ہے انعام اعتکاف
دل کو سکون ملتا ہے کیوں اعتکاف سے
یہ راز پوچھ لو کوئی اصحاب کہف سے
ان کی طرح یہاں پہ خدا ڈھونڈتے ہیں ہم
حجرے میں آکے رب کی رضا ڈھونڈتے ہیں ہم
بخش دے گی ہم کو اپنے خطاؤں سے اعتکاف
کرتا ہے نفس پاک گناہوں سے اعتکاف
رو رو کے پہلے کرتے ہیں توبہ گناہ سے
جل جاتے ہیں گناہ ندامت کی آہ سے
آنکھوں میں آنسو دل میں بیٹھا کے خدا کا ڈر
ذکرِ جلی سے ہلتے ہیں مسجد کے بام و در
خوشنودی اپنے رب کی وہ پا کر نکلتے ہیں
چہرے پہ اک نور سا چھا کر نکلتے ہیں
دھل کر گناہ نکلتے حجرے سے معتکف
پہچانے جاتے ہیں سبھی چہرے سے معتکف
کرنیں ہیں یہ زمینِ خدا کے چراغ کا
یہ مہکتے ہیں پھول تصوف کے باغ کا
تسبیح اسی میں ہے نوافل بھی اسی میں ہے
خوفِ خدا ہے جس میں وہی دل اسی میں ہے
روزہ بھی ہے، نماز بھی، ذکرِ جلی بھی ہے
ذکرِ نبیؐ اسی میں ہے، عشقِ علیؑ بھی ہے
توبہ اسی میں ہے طہارت بھی اسی میں ہے
ہادی اس میں ہے ہدایت بھی اسی میں ہے

☆☆☆☆☆

بیاد بوالفقیر

عصر حاضر میں صوفیہ نوربخشیہ کے عظیم مرشد

اے ایچ بلغاری

دین اسلام کی اہمیت اور الٰہی نظام:

اللہ رب العالمین نے انسانیت کو رشدو ہدایت اوراس فلاح وکامرانی سے ہمکنار کرنے کے لئے اس کرہ ارض پر کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور انہی میں سے تین سو تیرہ رُسُل اور پانچ اولوالعزم پیغمبر مبعوث فرمائے جو اپنے اپنے دور میں ہدایت و رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے رہے اور ہر ایک نے اس اہم کام کی انجام دہی کے ضمن میں بڑی بڑی صعوبتیں برداشت کیں۔ خصوصاً افضل انبیاء، ختم المرسلین، شفیع المذنبین اور رحمت للعالمین آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی تبلیغ واشاعت کے ضمن میں جو تکالیف برداشت کیں وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ کا فرمان گرامی ہے۔ ماا ذی النبی کما اذئت۔ ترجمہ: جس طرح رشد و ہدایت کی راہ میں مجھے جتنی اذیتیں پہنچائی گئی ہیں وہ مجھ سے ماقبل کسی نبی کونہیں پہنچائی گئی۔

اس طرح اللہ کے نائبین نے پیغام سرمدی کو بندگان خدا تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیاں صرف کیں اوراس راہ پر پیش آنے والی رکاوٹوں اور مصیبتوں کا جوانمردی سے مقابلہ کیا اور اللہ رب العزت نے اپنے آخری نبی حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن جیسی کتاب لاریب نازل فرما کر دین اسلام کو قیامت تک کے لئے اپنا پسندیدہ دین قرار دے کر اسلام کو بطور دین پسند فرمایا اور اسلامی احکام واعتقادات کوتسلیم کرنا انسانیت کی نجات کا ذریعہ قرار دیا۔

اللہ تعالٰی نے آخری اور مکمل دین ہونے کے اعتبار سے اسلام کے دامن میں ایسی ہمہ گیریت اور جامعیت رکھ دی ہے کہ یہ دین قیامت تک اس جاوداں پیہم رواں، ہر دم جواں زندگی میں ہزار ہا تغیرات کے باوجود انسانیت کی رہنمائی کرسکتا ہے۔ یہ دین کسی خاص عہد، تہذیب، یا علاقے کیلئے ہے اور نہ ہی اس کی تعلیمات ان میں سے کسی ایک کی ضروریات پر منحصر ہے۔

اس میں اللہ تعالٰی نے وہ تمام خصوصیات سمو دی ہیں جو کسی بھی مقامی تہذیب، ترقی یافتہ قوم اور متمدن معاشرے کی ضروریات ہو سکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا واسطہ دنیا کے مختلف مذاہب، مختلف انسانی طبقوں اور مختلف تہذیبوں سے رہا ہے اور تا قیامت یہ سلسلہ رواں دواں رہے گا۔ ظاہر ہے جس قوم کے لئے ایسے آفاقی اور ہمہ گیر دین کی تبلیغ کا ذمہ ہے اسے ہزار ہا انقلابات اورتغیرات سے گزرنا پڑتا ہے اور موجودہ دوراور حالات میں جس قدر تنوع ہے وہ شاید تاریخ کے کسی اور دور میں نظر نہیں آتا۔ ماحول کا مقابلہ کرنے، مکان و زمان کی تبدیلیوں سے عہدہ برآ ہونے، ان تغیرات وانقلابات میں ثابت قدم رہنے اور ہر کشمکش کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے اللہ عزوجل نے امت مسلمہ پر دو طرح کے فرائض عائد فرمائے۔

ایک یہ کہ اللہ تعالٰی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی کامل، مکمل اورزندہ تعلیمات عطا فرمائی ہیں جو ہر کشمکش اورتبدیلی کا بآسانی مقابلہ کرسکتی ہیں اوران میں ہر زمانے کے مسائل، مشکلات کو حل کرنے کی پوری صلاحیت موجود ہے۔ آپ کا اسوۂ حسنہ ہرفرد اور ہر دور کے لئے ہے، کسی نازک وقت پر جب امت مسلمہ کسی مشکل سے دوچار ہوئی، آپ کی سیرت طیبہ اور آپؐ کے فیض یافتہ افراد ہی کام آئے۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذمہ لیا ہے کہ وہ اس دین کو ہر دور میں ایسے زندہ اشخاص عطا فرماتا رہے گا جو ان تعلیمات کو زندگی میں منتقل کرتے رہیں گے اور انفرادی یا اجتماعی سطح پر اس دین کو تازہ اور اس امت کو سرگرم عمل رکھیں گے۔ چنانچہ دین اسلام میں ایسے مردان حق اور مجدد دین پیدا کرنے کی جو صلاحیت وطاقت ہے، اس کا اس سے پہلے کسی دین سے اظہار نہیں ہوا۔ اور یہ امت تاریخ عالم میں ''مردم خیز'' ثابت ہوئی ہے دنیا کی قوموں اور امتوں میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

شروع ہی سے اسلام کے قلب وجگر اور اس کے اعصاب پر ایسے حملے ہوئے ہیں کہ کوئی دوسرا مذہب ان کی تاب نہیں لا سکتا۔ تحریفات، تاویلات، بدعات، مادیت پرستی، نفس پرستی، تعیشات، الحادو لادینیت اور عقلیت پرستی کا اسلام پر بار بار حملہ ہوا، مگر امت مسلمہ کے ضمیر نے صلح کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اسلام کی روح نے شکست نہیں کھائی، ہر دور میں ایسے افراد پیدا ہوئے جنہوں نے تحریفات و تاویلات کا پردہ چاک کر دیا۔ حقیقت اسلام کو اجاگر کیا۔ مادیت اور نفس پرستی پر کاری ضرب لگائی، تعیشات اور اپنے زمانے کی مترفین کی مذمت کی اور جابر سلاطین کے سامنے کلمہ حق بلند کیا۔

عصر حاضر میں چند اصحاب عزیمت ہستیوں کا ذکر:

بعد از رسول احیائے دین کے سلسلے میں صحابہ کرامؓ، اہلبیت عظام علیہما السلام کے علاوہ فقہائے کرام، ائمہ حدیث اور صوفیائے کرام کی گراں قدر خدمات ہیں۔ علاوہ ازیں عصر حاضر میں اسلامی تعلیمات کو روشن کرنے اور لوگوں کی زندگیوں کو اسلام کی تعلیمات سے ہم آہنگ کرنے کے لئے جن شخصیات نے اہم خدمات سرانجام دیں اُن میں سے چند اہل عزیمت کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

امام حسن البناء شہیدؒ (مصر)، پروفیسر نجم الدین اربکانؒ (ترکی)، ڈاکٹر حسن ترابیؒ (سوڈان)، امام ابوجُولؒ (انڈونیشیا)، ڈاکٹر عباس مدنیؒ (الجزائر)، مولانا محمد الیاسؒ موسس تبلیغی جماعت (برصغیر پاک وہند)، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ (برصغیر پاک وہند) اور امام خمینیؒ (ایران) وغیرہ۔

کشمیر و بلتستان میں صوفیہ نوربخشیہ پر ایک نظر:

خطہ کشمیر وبلتستان میں لوگوں کو اسلام کے نور سے منور کرنے والے مبلغین دین اسلام میں حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کا نام سرفہرست ہے اور ان کے جانشین وخلیفہ غوث المتاخرین حضرت شاہ سید محمد نوربخش علیہ الرحمہ نے اتحاد بین المسلمین اور احیائے اسلام کے ضمن میں اسلام کے آفاقی تعلیمات کو عام کرنے اور اسلام کی عظمت رفتہ کی بحالی کے لئے فقہ اور اصول پر مایہ ناز کتابیں تحریر فرما کر نہ صرف امت مسلمہ کے مابین فروعی واعتقادی اختلافات کو رفع کیا بلکہ عالم اسلام کو اتحاد کا ایک پلیٹ فارم بھی مہیا کیا۔ سید العارفین شاہ سید محمد نوربخشؒ کے شہرہ آفاق تصنیف الفقہ الاحوط واصول اعتقادیہ پر کاربند گروہ مسلک صوفیہ نوربخشیہ ہے۔ اور آپؒ کا تعلق سلسلہ الذہب الصوفیہ سے ہے جس کی اپنی ایک الگ تاریخ ہے۔ سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش کے بعد نوربخشی معاشرے میں صدیوں سے مجموعہ شریعت المحمدیہ ''الفقہ الاحوط'' کی تعلیمات رائج ہیں۔ نوربخشی تاریخ کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو اس کے عروج کے زمانے بارہویں، تیرہویں، سترہویں اور اٹھارہویں صدی عیسوی ہیں۔ ان صدیوں میں نوربخشیوں کے اعمال وعبادات کی بجا آوری آزادانہ فضاء میں ہوتی رہیں۔ لیکن بعد میں بدقسمتی سے اغیار کی سازش اپنوں کی سادہ لوحی اور جید اور مخلص علمائے کرام کے فقدان کی وجہ سے نوربخشیوں کے ساتھ ایسا کھیل کھیلا گیا جس کی مثال عالم اسلام کے باقی مسالک میں نہیں ملتی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی غیبی تائید ونصرت اور مخلصین کی دعاؤں کے طفیل مسلک حقہ میں علامہ محمد بشیر جیسے علم وبصیرت کے حامل مرد صوفی نے شاہ سید علیہ الرحمہ کے شہرہ آفاق عربی تصانیف الفقہ الاحوط اور اصول اعتقادیہ کا اردو ترجمہ کر کے نہ صرف نوربخشی پڑھے لکھے لوگوں کو نوربخشی فروع دین واصول دین سے آگاہی دلائی بلکہ ''دعوات صوفیہ'' کا اردو ترجمہ کر کے اُن میں اپنے اعمال وعبادات سے واقفیت دلائی۔ اس طرح مخلص دوسرے علمائے کرام کے شبانہ روز محنت شاقہ کے نتیجے میں نوربخشی قوم میں مذہب سے وابستگی اور اس کے اعمال وعبادات کی بجا آوری میں

مداومت آتی گئی۔

مجدد ملت، منبع رُشد وہدایت بوافقیر کے عظیم کارنامے:

اللہ کے فضل وکرم سے نوربخشیوں میں اعتکاف نشینی جیسا مقدس عمل جو برسوں سے متروک ہو چکا تھا، اس بابرکت اور پُرنور عمل کے احیاء اور تجدید کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے اس قوم میں اس روحانی عمل کو از سرِنو رائج کر کے اس کے شاندار ماضی سے تعلق پیدا کرنے کے لئے اپنے ولی، فخرِ تصوف، منبع رشدو ہدایت اور مرشد کامل ''الحاج فقیر محمد ابراہیمؒ (مرحوم)'' کی شکل میں اس قوم پر احسان فرمایا۔ اس ولی کامل کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے کیونکہ اس ہستی نے اس مادہ پرستی کے دور میں جب انسان پر مال کمانے اور بڑھانے کے لئے ہر جائز و ناجائز ذرائع استعمال کرنے کا جو بھوت سوار ہوا ہے اور اسی مال کے حصول میں اس قدر بڑھ گیا کہ اسے اپنے خالق و مالک کی یاد بھی کبھی نہیں آتی نہ صرف یہ بلکہ سکون قلب کے حصول کے لئے منشیات کا استعمال کرنے کا رواج زور پکڑنے لگا، تو آپؒ نے اسے اس بے راہ روی اور گمراہی کی دلدل سے نکال کر رب تعالیٰ کے حضور توبہ واستغفار کرنے کی طرف لوگوں کو مائل کیا اور اعتکاف کی محافل سجا کر ہر عاصی کو اپنے گناہوں کو توبہ اور ذکر کے چشمہ صافی سے دھونے کا راستہ دکھایا اور دوام وضو، دوام توبہ اور دوام ذکر کا نسخہ دے کر رب تعالیٰ سے کٹے ہوئے لوگوں کا رب سے ربط جوڑا اور بندگی کا اصل سلیقہ اور ڈھنگ سکھایا۔

یہ آپؒ ہی ہیں جنہوں نے خود بچپن سے ہی رب کی خوب بندگی کرنا شروع کی اور اسی کے طفیل آپ کو جلد راہ طریقت میں کامیابی ملی۔ آپؒ اکثر اپنی تقاریر میں اعتکاف کے قوانین (جنکا ذکر الفقہ الاحوط میں غوث المتاخرین شاہ سید محمد نوربخشؒ نے جہاد اکبر کے ضمن میں مرشد کے شرائط کے ذیل میں بیان فرمایا ہے۔) کا ذکر فرماتے اور اس بارے میں چیلنج دیتے ہوئے فرمایا: ''ہے کوئی مذہب کا سردار جو ہمیں اعتکاف کے چالیس قوانین بتائے؟ اگر نہیں معلوم تو سیکھنے آئیں''۔ آپؒ اعتکاف نشینی کے اسرار ورموز سے خوب واقف تھے۔

راقم الحروف کا ذاتی خیال ہے کہ اس وقت نوربخشی دنیا میں اعتکاف نشینی کے رموز جاننے والا اور معنوی علوم وفنون سے بہرہ ور شخصیت آپؒ کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ آپؒ نے اپنے آپ کو ریاضت مجاہدہ کی بھٹی میں پگھلا کر نہ صرف اپنے آپ کو کندن بنایا بلکہ آپؒ کی تعلیم وتربیت اور صحبت سے سینکڑوں ایسے شاگرد پیدا ہوئے جنہوں نے اس روحانی عمل کو آپؒ کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی بطریق احسن جاری و ساری رکھا ہوا ہے جس کا واضح ثبوت آپؒ کے چالیسویں سے تین دن پہلے کراچی سے سیاچن تک بیک وقت تقریباً چھبیس جگہوں پر اعتکاف نشینی منعقد ہوئی۔

اس ضمن میں قارئین کے لئے یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس سال ۲۰۱۲ میں خپلو ربروق میں ''مسجد امیر کبیر سید علی ہمدانی'' کے شاندار افتتاح کے موقع پر محترم بوافقیر صاحب نے جلسے کے صدارتی خطبہ میں ہزاروں کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے اصرار کیا تھا کہ اس مجمع میں سے کوئی بھی سہ روزہ اعتکاف نشینی میں سے کم از کم ایک روزہ اعتکاف کی سعادت حاصل کئے بغیر نہ جائے کیونکہ اس سہ روزہ اعتکاف نشینی میں آپؒ خود بنفس نفیس شرکت فرما رہے تھے اور راقم کا مشاہدہ ہے کہ اس سہ روزہ اعتکاف کا روحانی لطف ہی کچھ اور تھا۔ اس میں موجود جملہ معتکفین ذکراللہ میں ایسے مستغرق تھے گویا کسی کو کسی کی کوئی خبر نہ تھی۔ ہر آنکھ آنسوؤں سے پُرنم تھی۔ جب فخر تصوف استاد کامل محترم بوا کاچو فدا حسین صاحب اللہ کے حضور دعا کے لئے تشریف لائے تو اس وقت واقعی یہ معلوم ہوا کہ اعتکاف کو آنسوؤں کی بستی کہی جاتی ہے۔ کتنے خوش قسمت تھے وہ لوگ جنہوں نے مرشد کی آخری پکار پر لبیک کہتے ہوئے آپ کی معیت میں اعتکاف نشینی کا شرف حاصل کیا۔

انتہائی اہمیت کے حامل اس سہ روزہ اعتکاف نشینی کے دوران مرشد کامل نے بارہا اپنے مخلص مریدین کو ذکراللہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، اعتکاف اور اخلاق پر خصوصی زور دیا اور ہر استاد اور جملہ معتکفین سے بارہا یہ استفسار کیا کہ جو بھی پوچھنا ہو پوچھو۔ خصوصاً

اعتکاف کے بارے میں کوئی بات سمجھ میں نہ آئے یا کسی بات کی مزید وضاحت کی ضرورت ہو تو بلا خوف و جھجک پوچھ لیں اور ساتھ ہی یہ بات بھی بار بار فرماتے رہے کہ میں نے ہر بات تمھیں سکھائی ہے ہر طریقہ سکھایا ہے اور عمل کر کے بھی دکھایا ہے۔

ہائے افسوس! یہ سب باتیں آپ کی آخری باتیں تھیں پھر آپ نے اس دنیا کو خیر باد کہا اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اللہ میرے مرشد اور اس کے ساتھ آخرت کا رخت سفر باندھنے والے دیگر مرحومین کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے روحانی درجات کو بلند فرمائے۔ آمین۔

علاقہ بلغار میں آپؒ کی دینی خدمات:

آخر میں قارئین کو اپنے علاقہ بلغار میں بوا مرحوم کی دینی خدمات کا مختصر تذکرہ کر کے اپنے مضمون کا اختتام کروں گا۔ اگر چہ اہلیان بلغار اپنی شجاعت و بہادری میں مشہور ہیں اس کے ساتھ ساتھ یہاں لوگوں کا مذہب سے لگاؤ اور وابستگی بھی ہے لیکن راقم نے جب سے ہوش سنبھالا ہے یہاں لوگ پولو اور موسیقی کے دلدادہ تھے اور لوگوں کا رجحان اس طرف زیادہ تھا۔ جب سے محترم بوا فقیرؒ نے اعتکاف نشینی کا سلسلہ شروع کیا اور رفتہ رفتہ یہاں بھی اس روحانی محفل کی کرنیں آنے لگیں تو یہاں کے لوگوں نے خیر مقدم کیا اور روحانی فیوض سے اپنی پیاس بجھانے کے لیے اعتکاف نشینی کا باقاعدہ آغاز کیا۔ اب تک وادی بلغار کے جن مقامات میں اعتکاف نشینی ہوئی ہے ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ بلغار
۲۔ جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ یوشوا بلغار
۳۔ مسجد شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ خروکھا بلغار
۴۔ مرکزی مسجد اویس قرنی صوفیہ نوربخشیہ ژھوق بلغار
۵۔ مسجد صوفیہ نوربخشیہ مرمیونگ بلغار
۶۔ مسجد صوفیہ نوربخشیہ کرواتھنگ بلغار
۷۔ مسجد صوفیہ نوربخشیہ خشو بلغار
۸۔ جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ بردس بلغار

اب تک سوائے گونمایار بلغار کے تمام محلوں میں یہ روحانی اور بابرکت عمل جاری ہے۔ محترم بوا فقیر خصوصی طور پر علاقہ بلغار کے ان تمام جگہوں پر اعتکاف کے اختتامی جلسوں میں شرکت فرماتے اور لوگوں کو اپنے مخصوص انداز میں اعتکاف نشینی کی اہمیت اور اصلاح معاشرہ پر مدلل بیان فرماتے۔ آپ کے فیضان نظر یہاں مختلف گاؤں میں مساجد کی توسیع کا کام پہلے پانچ چھ سالوں سے عروج پر رہا ہے۔ اس ضمن میں مرکزی مسجد اویس قرنی صوفیہ نوربخشیہ ژھوق بلغار کی پہلی منزل شاندار انداز میں بنی ہے اور دوسری منزل زیر تعمیر ہے۔ جامع مسجد یوشوا کی پہلی اور دوسری دونوں منزلیں عالیشان اور شاندار انداز میں تعمیر ہو چکی ہیں۔ اس سال جامع مسجد بردس بلغار کی پہلی منزل پکی چھت کے ساتھ بنی ہے۔ محلہ خروکھا کے مرد و خواتین نے جانفشانی اور جوش ایمانی سے مسجد شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ خروکھا بلغار کی تعمیر میں اپنا حصہ ڈال کر ایک فقید المثال، عالیشان، پُر رونق اور شاندار دومنزلہ مسجد بنائی ہے۔ راقم کے خیال میں اس کی مالیت لگ بھگ ڈیڑھ کروڑ سے دو کروڑ روپے کی بنتی ہے۔ اس بیت اللہ کی تعمیر میں ایک خاص بات یہ ہے کہ شمع تصوف کے پروانوں نے اپنے محلے کے علاوہ کسی سے بھی ایک روپیہ چندہ نہیں مانگا۔ محلہ کے تناظر میں دیکھا جائے تو راقم کے خیال میں یہ گلگت بلتستان کی واحد خوبصورت اور عالیشان مسجد ہے۔

خدا کرے یہاں کا بچہ بچہ علم و ہنر، ادب اور اسلامی اقدار کی حفاظت کرنے والا بن جائے اور یہاں کے مرد و خواتین اور پورے پاکستان کے مرد و خواتین کو اسلامی شعار کو اپنانے اور فرنگی تہذیب سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور خصوصاً بوا مرحوم اور ان کے ساتھ سفر آخرت کرنے والے مرحومین کو باری تعالیٰ اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ تمام مسلمانوں کو اسلام کے سائے تلے جمع ہو کر اہل کفر کے ساتھ لڑنے اور ان پر غلبہ حاصل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

☆☆☆☆☆

سانحہ ارتحال

روحانی پیشوا ابو افقیر کا سانحہ انتقال

محمد اسحاق عرفانی

اس عالم رنگ وبو میں کوئی شخص ہمیشہ رہنے کیلئے نہیں آتا، ہر ایک نے آپنے وقت مقرر پر اس فانی دنیا سے عالم بقا کی طرف کوچ کرنا ہے۔ چاہے نبی ہو یا رسول، امام وولی ہو یا مومن ومتقی، فاسق ومنافق ہو یا کافر ومشرک۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کوچ کرنے والا مسافر ہمیشہ رہنے والے گھر کیلئے کس تیاری اور زاد کے ساتھ سفر کرتا ہے، ویسے ہزاروں کی تعداد میں روزانہ اس دنیا سے رحلت کر جاتے ہیں لیکن ایک مرنے والے وہ ہیں جس کی رحلت سے اس عالم رنگ وبو میں کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن ایسی ہستی جس کی رحلت نہ صرف اپنے گھر کو سوگوار کر جاتی ہے بلکہ پورے ملک وملت کو غم واندوہ کے گرداب میں مبتلا چھوڑ جاتی ہے۔ عالم نوربخشیت کے عظیم روحانی پیشوا الحاج فقیر محمد ابراہیم کی رحلت نے بھی پورے عالم نوربخشیت کو بالخصوص اور عالم اسلام کو بالعموم سوگوار کر دیا ہے۔

ہمارے روحانی پیشوا جناب الحاج فقیر محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ جہاں ایک مجدد تھے وہاں ایک مصلح دین بھی تھے، ایک طرف وہ بہت بڑے مفکر تھے دوسری طرف اعلیٰ مدبر، جہاں ایک عظیم مبلغ تھے وہاں ایک باعمل زاہد، جہاں وہ متبع سنت تھے وہاں شرک وبدعت سے سخت نفرت کرنے والے، ایک طرف وہ اتحاد امت کے داعی تھے، دوسرے طرف وہ الحاد وزندقہ کیلئے شمشیر بے نیام تھے، جہاں وہ میدان اعتکاف وریاضت کے سپاسالار تھے وہاں وہ نفس وشیطان اور انکے چیلوں کے دشمن تھے، ایک طرف وہ ذکر وفکر کے داعی تھے وہاں وہ میدان سخاوت کے شہنشاہ بھی تھے، جہاں ایک طرف وہ روحانی حکیم تھے دوسری طرف مایۂ ناز طبیب جسمانی تھے۔ گویا وہ حَکِیمًا لِنُفُوسِهِمْ وطَبِيبًا لِأَبْدَانِهِمْ کا واضح مجسمہ تھے۔ آپؒ جہاں اپنے ساتھیوں اور معتقدین کے لیے غمگسار اور ملنسار تھے۔ وہاں غریب ومسکین، کمزور وناتواں، یتیم وبے روزگار کیلئے غریب پرور اور مسیحا بھی تھے۔ آپؒ کے، معتقدین اور مریدین میں امیر وغریب، آفیسر وچھوٹے ملازم، نوربخشی وغیر نوربخشی، بلتی وغیر بلتی ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد پر مشتمل ہونا اس بات پر غماز ہے کہ آپؒ ایک عالمگیر شخصیت کے مالک ہستی تھی۔

کیا اللہ کے نبی کے فرمان من احیا سنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید کے مطابق انکی عظمت اور کامیابی کیلئے یہ بات کافی نہیں ہے کہ انہوں نے مردہ ہونے والی سینکڑوں سنتوں کو زندہ کیا جو تہجد اور نوافل کا پڑھنا بھول گئے تھے۔ اب آپؒ کی کوششوں کے سبب سینکڑوں لوگ پابند تہجد بن گئے، پہلے جو تارک الصلوٰۃ اور دن دیہاڑے روزہ توڑنے والے لوگ اب پابند صوم وصلوٰۃ ہو گئے، پہلے رقص وسرور کی محفلوں کا زینت بننے والے نوجوان اب ذکر وفکر، ریاضت واعتکاف کے محفلوں کا زینت بن گئے ہیں۔ گانا اور غزل کے دلدادہ لوگ اب اللہ اللطیف کے ورد کے دلدادہ بن گئے۔ ویران مسجدیں آج اگر آباد ہیں تو انہی کی مرہون منت ہیں۔

آپؒ کے عظیم کارناموں میں سے ایک اہم کارنامہ نظریاتی سرحدات کا تحفظ کرنا ہے۔ آپؒ نے پوری حیات مبارکہ میں صوفیہ نوربخشیہ کے بالخصوص اور اسلام کے بالعموم ایمانیات واعتقادات نظریات وفکریات کے سرحدات کی پوری پاسبانی فرمائی اسطرح سینکڑوں متروکہ سنتوں کا احیا کیا۔ اغیار کی طرف سے پھیلائے جانے والے من گھڑت اعتقادات وعملیات، بدعات وخرافات کے قلع قمع کرنے کیلئے ناقابل فراموش خدمات سرانجام دیں۔ آپؒ نے کسی طرح بھی شرک وبدعت اور الحاد وزندقہ، گستاخی رسول وتحریف قرآن برداشت نہیں کیا انکے خلاف تاوقت رحلت نبرد آزما رہے۔

آپ کا ہر وقت، ہر مجلس، ہر جلسہ، ہر محفل، ہر موقع کا ایک ہی نعرہ اور ایک پیغام ہوتا تھا دوام ذکر، دوام توبہ، دوام وضو، اگر ان میں سے ہر ایک کی تفصیل بیان کرنے لگ جائیں تو اس کے لیے الگ الگ ضخیم کتاب چاہیے لیکن اگر ہم ایک لمحہ کیلئے غور وفکر کریں تو ان میں ہر ایک کامیابی کی کنجی نظر آتا ہے، دوام وضوء سے ہمارے ازلی دشمن نفس وشیطان سے چھٹکارا اوران پر غلبہ اورفتحیاب ہوتا نظر آتا ہے، دوام توبہ سے ہم سے ہونے والے خطا و قصور ، غلطی وکوتاہی، گناہ ومعصیت سے پاک ہوتا نظر آتا ہے۔ دوام ذکر سے ہر وقت اور ہر لحظہ تمام دنیا اور دنیا کی آلائشوں سے کٹ کر اپنے خالق ومالک کی یاد میں مستغرق رہنا نصیب ہو جاتا ہے۔ گویا آپ کا یہ مشن انفرادی، علاقائی، مسلکی ،قومیاتی نہیں تھا بلکہ آپ ؒ کا مشن آفاقی، عالمگیر اور انسانیت کو خالق و رازق کے ذکر وفکر اور معرفت دلاتا تھا۔

آپؒ کے اس عالمگیر وآفاقی مشن کو ناکام بنانے کیلئے چند مفاد پرست ٹولے نے محض اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل ، اپنے نفسانیت وشیطانیت پر مبنی خواہشات کی تکمیل کرانے کے لیے بوا مرحوم کو متنازعہ بنانے کی ناکام کوشش کی ۔ بوؒ کے مشن کو ناکام بنانے کی کوشش کی گئی۔

اب بھی اگر ہمیں بوا مرحوم سے سچی عقیدت ہے، بوؒ کے عظیم مشن کو زندہ وتابندہ دیکھنا چاہتے ہیں تو گندم نما جو فروشوں سے محتاط ہوکر اعتکاف و ریاضت کی محافل، امن ومحبت کے پیغام کو عام کرنے، دین ومذہب سے محبت کرنے اور اس کی اشاعت وتعلیم کیلئے شب وروز ایک کرنے، تکفیر وتفسیق جیسے معاشرہ کو تہ وبالا کردینے والے نعروں فتووں سے بچ کر بوؒ کے مشن کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کے لیے جد وجہد کرنے کی ضرورت ہے۔

☆☆☆☆☆

حقوق والدین پروگرام

مرکزی دارالعلوم صوفیہ نوربخشیہ خپلو تقریبا پینتیس چالیس برس کے تعطل کے بعد ایک بار پھر آب وتاب سے تعلیم وتدریس فراہم کرنے کی راہ پر گامزن ہو چکا ہے۔ اس مدرسے میں دینی اور مروجہ دونوں طرح کی تعلیم کا بندوبست ہے۔ مدرسے میں چالیس سے زائد طلبہ رہائش پذیر ہیں نیز اس کی عمارت بھی از سرنو تعمیر کی گئی ہے۔ مدرسے کے اخراجات پورے کرنے کے لیے اہل صوفیہ نوربخشیہ نے ماضی قریب میں حقوق والدین پروگرام کے نام سے ایک خوب صورت پروگرام شروع کیا ہے جسے عوام نے خصوصی طور پر سراہا ہے اور اس میں جوق در جوق شرکت کر رہے ہیں۔ اس پروگرام کے تحت مدرسے کی کفالت کے لیے ایسے ممبر بنائے جاتے ہیں جو اپنے اور اپنے والدین کے ایصال ثواب کے لیے مدرسے کو ہر ماہ ایک ہزار روپیہ چندہ پیش کرتے ہیں۔ جب کہ مدرسے میں چندہ دہندگان کے ایصال ثواب کے لیے روزانہ ایک بار قرآن پاک ختم کیا جاتا ہے۔ اس طرح ہر ممبر کے والدین کو سال میں تین سو پینسٹھ بار قرآن پاک ختم کرنے کا ثواب پہنچتا ہے۔ چونکہ تعلیم دینیہ صدقۂ جاریہ ہے اس لیے اس صدقۂ جاریہ کا ثواب بھی چندہ دہندگان اور ان کے والدین کو ملنے کی توقع ہے۔ ہم میں سے اکثر اپنے والدین کے حقوق پورے کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ وفات کے بعد چونکہ ان کا اعمال نامہ بند ہو جاتا ہے، اس لیے صرف ان کے ایصال ثواب کے لیے دیے جانے والا صدقہ خیرات، تلاوت اور نماز ہی ان کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ اس طرح امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف بعد از وفات ان کی بخشش اور درجات کی بلندی کی تکمیل فرمائے گا بلکہ چندہ دہندگان سے حقوق والدین کے ضمن میں جو کوتاہی اور کمی رہ گئی ہو اللہ تعالیٰ اس کا بھی ازالہ فرمائے گا۔

چنانچہ جملہ اہل صوفیہ نوربخشیہ سے اپیل ہے کہ اس پروگرام کو کامیاب بنا کر خود بھی ثواب دارین حاصل کریں اور اپنے والدین کی بخشش و مغفرت کا بھی سامان کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر تعاون کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بیاد بوالفقیر

چشم بصیرت

حافظ ذاکر علی ثاقب

اکیس اگست 2016 کی شام کا اچانک حادثہ آج بھی گلستان تصوف کے بلبلوں اور پروانوں کے اذہان وقلوب میں بدستور گردش کر رہا ہے اور حادثے کا ہر مغموم ومحزون تا قیامت حسب توفیق توصیف کی توفیق سے مظہور رہتے رہیں گے۔ کیونکہ اس حادثے میں جس ہستی نے دار فانی کو خیر باد کہا ہے ہر صاحب چشم بصیرت نے اپنے اپنے انداز میں یا اپنے اپنے پیرائے میں تعریف وتوصیف بیان کی ہے۔ اور ان کی یاد میں تعزیتی اجلاس، نظمیں، کلام، منقبت، مدح سرائی پیش کر کے آپؒ سے دلی اور روحانی عقیدت والفت کا ناقابل تردید ثبوت پیش کیا ہے۔

سب سے پہلے تقریباً پانچ بجے شام بوالفقیر کی موت کی تصدیق ہوئی تو ریجنل ہیڈ کوارٹر سکردو اور گردونواح سے لوگ قومی، مذہبی، نظریاتی اور سیاسی تعلق داری کو صرف نظر کر کے جوق در جوق جامعہ شاہ ہمدان سکردو میں تجہیز وتکفین کے کار خیر میں حصہ لینے کے لیے پہنچ گئے اور وہاں پر حاضر ہر شخص تجہیز وتکفین کی عمل میں ہاتھ بٹانے کے متمنی تھا۔ اور دوسری طرف ضلعی ہیڈ کوارٹر خپلو میں قبر کی کھدوائی میں حصہ لینے کے لیے لوگوں کا ایک ناقابل یقین ہجوم جمع تھا۔ کیونکہ غسل میت اور قبر کی کھدوائی کے اجر و ثواب بیان فرماتے ہوئے آج سے چودہ سو سال پہلے سرور کائناتؐ نے فرمایا:

نمبر 1: کہ میت کو غسل دیں اور اس کے عیوب چھپائیں اور قبر کھودیں اس کے کبیرہ گناہ معاف:

ترجمہ: جو شخص میت کو غسل دیتا ہے اور اس کے ستر کو اور اگر کوئی عیب پائے تو اس کو چھپاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چالیس بڑے گناہ معاف فرما دیتے ہیں اور جو اپنے بھائی کی (میت) کے لیے قبر کھودتا ہے اور اس کو اس میں دفن کرتا ہے تو گویا اس نے (قیامت کے دن) دوبارہ زندہ اٹھائے جانے تک اس کو ایک مکان میں ٹھہرا دیا۔ یعنی اس کو اس قدر اجر ملتا ہے جتنا کہ اس شخص کے لیے قیامت تک مکان دینے کا اجر ملتا ہے۔

(مجمع الزوائد، طبرانی: ۱۱۴/۳)

نمبر 2: میت کو غسل دینے پر اور اس کے عیوب کو چھپانے پر چالیس کبیرہ گناہ معاف:

ترجمہ: جو شخص کسی میت کو غسل دیتا ہے اور اس کے ستر کو اور اگر کوئی عیب پائے اور اس کو چھپائے تو اللہ تعالیٰ اس کے چالیس بڑے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ (مستدرک حاکم: ۳۵۴/۱)

نمبر 3: مرحوم کی تعریف کیجیے مرحوم کے گناہ معاف:

ترجمہ: جب لوگ کسی کی نماز جنازہ پڑھیں اور میت کے بارے میں کلمات خیر کہیں تو حق تعالیٰ فرماتے ہیں: ان کی گواہی کو ان کے علم کے مطابق نافذ کیا اور جو یہ نہیں جانتے اس کی بھی مغفرت کرتا ہوں۔

نمبر 4: دو پڑوسی گواہی دیں کہ مرحوم بھلا آدمی تھا مرحوم کے گناہ معاف:

ترجمہ: جب بندہ مومن انتقال کر جائے اور اس کے دو پڑوسی یہ کہہ دیں کہ یہ شخص بڑا بھلا تھا اور اس کے علاوہ ہم کچھ نہیں جانتے حالانکہ وہ علم خداوندی میں اس کے برعکس تھا تو باری تعالیٰ فرشتوں سے ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے بندے کے بارے میں میرے بندے کی گواہی قبول کر لو میرے علم کے مطابق یہ جیسا بھی تھا اس سے درگزر کرو۔

(کنز العمال: ۶۸۵/۱۵: ۴۲۷۴۲)

نمبر 5: جس کے حق میں تین پڑوسی بھلائی کی گواہی دیں اس کے گناہ معاف:

ترجمہ: جب کسی مسلمان بندے کی موت واقع ہوتی ہے اور اس کے بالکل نزدیک ہی پڑوس کے تین گھرانے کے (اس کے بارے میں) بھلائی کی گواہی دیتے ہیں تو رب تعالیٰ فرماتے ہیں: میں اپنے بندوں کی گواہی کو ان

کے علم کے مطابق قبول کر لی اور جو کچھ میں جانتا ہوں اس کو معاف کر دیا۔

(کنزل العمال: ۱۵/۶۸۶: ۴۲۷۴۵)

نمبر 6: جس نے ہر جمعہ کو اپنے ماں باپ یا ان میں سے ایک کے قبر کی زیارت کی اس کے گنا ہ معاف:

ترجمہ: جو شخص جمعہ کے دن اپنے والدین یا ان میں سے ایک کے قبر کی زیارت کرے تو اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔ اور اس کو فرمان بردار لکھا جائے گا۔ (نزل العمال: ۱۷/۴۶۸: ۴۵۴۸۷)

نمبر 7: جس کی نماز جنازہ سو آدمیوں نے پڑھی اس کے گناہ معاف:

ترجمہ: جس میت کی سو آدمی نماز جنازہ پڑھ لیں اللہ تعالیٰ اس میت کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ (الترمذی فی الجنائز: ۱/۱۲۲)

نمبر 8: مسلمانوں کی تین صفوں نے جس کی نماز جنازہ پڑھی اس کے گناہ معاف:

ترجمہ: جو مسلمان انتقال کر جائے اور اس کی نماز جنازہ میں مسلمانوں کی تین صفیں ہوں تو مغفرت یا جنت واجب ہو جاتی ہے۔

(ابوداؤد، کتاب الجنائز: ۲/۴۵۱)

نمبر 9 مرحوم کے لیے مغفرت کی دعا کیجیے مرحوم کے گنا ہ معاف:

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے طرف سے جنت میں کسی مرد صالح کا درجہ ایک کم بلند کر دیا جاتا ہے تو وہ جنتی بندہ پوچھتا ہے کہ اے پروردگار میرا درجہ اور مرتبہ میں یہ ترقی کس وجہ سے ہے اور کہاں سے ہوئی؟ جواب ملتا ہے تیرے واسطے تیری فلاں اولاد کی طرف سے دعا مغفرت کرنے کی وجہ سے ہے۔

(ابن ماجہ، کتاب الادب: ص: ۲۶۰)

نمبر 10: تمام مومنین کے لیے دعائے مغفرت کیجیے ہر مومن کے عوض ایک نیکی لکھی جائے گی:

ترجمہ: جو کوئی شخص مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے لیے مغفرت طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر مومن مرد و عورت کے عوض ایک نیکی لکھ دیتے ہیں۔ (کنز العمال، طبرانی: ۱/۴۷۵: ۲۰۶۷)

نمبر 11: جو جنازے کے پیچھے چلا اس کے گنا ہ معاف:

ترجمہ: بندہ مومن کو اس کی موت کے بعد سب سے پہلی جزا دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے جنازے کے پیچھے چلنے والے تمام افراد کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (کنزل العمال: ۱۵/۵۸۸: ۴۲۳۱۰)

نمبر 12: جو وصیت کر کے فوت ہوا، اس کے گنا ہ معاف:

ترجمہ: جس نے وصیت کی حالت میں انتقال کیا (یعنی اس حالت میں جس کا انتقال ہوا کہ اپنی مالیت اور معاملات وغیرہ کے بارے میں جو وصیت اس کو کرنی چاہیے تھی وہ اس نے کی اور صحیح بوجہ اللہ کی) تو اس کا انتقال ٹھیک راستہ پر اور شریعت پر چلتے ہوئے ہوا اور اس کی موت تقویٰ اور شہادت والی موت ہوئی اور اس کی مغفرت ہوگی۔ (ابن ماجہ باب الوصیت: ص: ۱۹۴)

نمبر 13: قبر کے بھینچنے سے باقی گنا ہ معاف:

ترجمہ: قبر میں بھینچ جانا مومن کے لیے کفارہ ہے۔ ہر اس گناہ کا جو اس کے ذمہ باقی تھا اور اس کی مغفرت نہیں ہوئی تھی۔ (کنز العمال: ۱۵/۲۳۹)

خالق و مالک نے اپنے بندوں کی بخشش کے لیے بے شمار راستے اور طریقے تخلیق فرمائے ان عوامل و اسباب میں سے زندوں کا مرحوم کی تعریف و تصدیق اور کلمات خیر خواہی ہے۔ اور اللہ رب العزت کو اپنے مخصوص و منتخب بندوں کی شان و شوکت، عظمت و رفعت اور قدر و منزلت کو آسمان کی بلندیوں تک لے جانا مقصود ہوتا ہے۔ تو اس کی تعریف و توصیف اپنے زندہ بندوں سے کراتا ہے۔ کسی کی بھی تعریف یا مدح عموماً تقریراً یا تحریراً ہوا کرتی ہے۔ تاہم تحریر میں مشہور دو طریقے ہیں۔ یعنی نثر اور نظم، قارئین محترم! اب ہم بوا فقیرؒ سے عقیدت اور احترام میں چہلم تک کی گئی نثری تعریفات و توصیفات کا مختصراً جائزہ لیتے ہیں کہ مختلف نظریات و افکار، طبقات و خیالات اور مذاہب و مکاتب سے وابستہ قلم کاروں نے بلا بخل و غلو عنوانات ذیل کو تخن بناتے ہوئے دل کھول کر آپ کی تریسٹھ سالہ متحرک و متبرک زندگی پر اردو ادب و لغت کے حسین ترین الفاظات منتخب کیے۔ جن خوش نصیب قلم کاروں نے بوا علیہ الرحمہ کی سیرت و کردار، عائلی و نجی زندگی پر بغرض تعریف و توصیف، عقیدت و احترام کا نثری مظاہرہ کیا ہے ان میں سے چند انمول پیرائے درج ذیل ہیں۔

مرشد تصوف ورا و سلوک (محمد یوسف):

''بوا مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء و آئمہ اور اولیائے کرام کے لیے اعتکاف کی بنیادی شرط رکھی ہے۔ حقیقی معنوں میں ولی، ابدال، اخیار، پیر اور مرشد بننے کے لیے چالیس روزہ اعتکاف لازمی ہے۔ آپ دوامِ وضو، دوامِ توبہ اور دوامِ ذکر پر سخت زور دیتے تھے۔ سب سے پہلے خود عملی طور پر ان

پرکاربند رہتا تھا۔ آپ کا ارشاد ہے کہ انہی تین عوامل کی بنا پر بندہ نمازی، سنت نبویؐ پر چلنے والا، محبِّ اہلبیت وصحابہ اور متقی بن جاتا ہے اور شیطان ان سے کوسوں دور بھاگتا ہے۔"

اخلاقیات وانسانیات کے پیکر (حافظ ذاکر علی ثاقب):

"آپ" کی جرأت و بہادری پر ملت صوفیہ نوربخشیہ کے ہر فرد کو فخر و ناز ہے۔ جب آپ کسی باطل واستحصالی طاقت کو للکارتے تو آپ کی جلال و جمال سے ہر مخاطب زیر ہو جاتے۔ بالائے محراب ومنبر پر یا کسی مذہبی یا عوامی جلسے میں جب گفتگو فرماتے تو حق و باطل، حلال و حرام، خیر وشر کی تمیز میں بالکل دو ٹوک موقف اختیار فرماتے۔ توکل ویقین اور جرأت و بہادری کی یہ بےنظیر مثالیں آپ ہی کے ساتھ خاص تھا۔ یہ حقیقت بھی کسی سے مخفی نہ رہے کہ یہ سیرت مرتضوی بھی ہے۔"

بوافقیر ابراہیم عظیم صوفی بزرگ (شکور علی زاہدی):

"اپنی پوری زندگی زہد وتقویٰ، سچائی، حق پرستی، عظیم اخلاقیات اور عبادات الٰہی میں گزاری۔ انہوں نے کبھی کسی کو نہیں کہا کہ وہ ان کے مرید بن جائیں لیکن لوگ ان کے زہد وتقویٰ سے متاثر ہو کر مرید بنتے چلے گئے۔ انہوں نے کبھی بھی زبردستی تبلیغ نہیں کی۔ لوگ ان کے کردار کی وجہ سے خود تبلیغ دین حاصل کرنے کے لیے ان کی جانب متوجہ ہونے لگے۔ وہ نڈر، بہادر، انصاف پسند اور بہت سخی انسان تھے۔"

الحاج بوافقیر محمد ابراہیم (احسان علی دانش):

"آپ کو کبھی یہ کہنے کی ضرورت پیش نہیں آئی کہ آؤ میرے مرید بن جاؤ۔ میرے ساتھ اعتکاف میں بیٹھ جاؤ، میرے دربار میں حاضر ہو جاؤ، مگر آپ کا کردار ایسا پاک اور روشن تھا کہ بیگانے خود بخود کھنچے چلے آئے۔ اور آپ کے دربار کی وسعت میں اضافہ ہوتا گیا۔ آپ کی رہنمائی میں دیگر کئی مریدین راہ سلوک کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئے۔"

فراستِ مومن (ذاکر حسین ذاکر):

"گو کہ بطور ایک اچھے اور مہربان دوست کے بوافقیر کے بارے میں بہت سے لوگوں سے سنا اور دیکھا۔ ان کے معتقدین اور مریدین کی باتیں اپنی جگہ، میری ملاقات ایک ایسے آدمی سے ہوا جو نہ بوا کا مرید تھا اور نہ فقہی اعتبار سے ہم مسلک۔ لیکن بوا مرحوم کا اتنا شیدائی اور معترف تھا کہ مجھے ان کی حالت دیکھ کر اپنی بےحسی پر رونا آیا۔ ۴ ستمبر ۲۰۱۶ کو شگر بازار میں ایک بزرگ آدمی سے ملا جس کا نام ریٹائرڈ حوالدار رضا ہے۔ شگر کو تھنگ سے اس کا تعلق ہے۔ اچھی صحت کے ساتھ عمر کے اعتبار سے ۸۰ کی دہائی میں تھا۔ یہ سن کر کہ ہمارا تعلق چیلو سے ہے موصوف اشکبار ہوئے اور کہا کہ بوا ابراہیم کی اچانک موت کا سن کر میں خود موت کا شدت سے انتظار کر رہا ہوں۔ افسوس کہ ان کے جنازے میں شامل نہیں ہو سکا۔"

بوافقیر ملی ثنا کا ارتحال اور استحادِ امت کا اصول مظاہرہ (مولانا محسن علی سرموی):

"اس وقت بوا علیہ الرحمہ کی شاگردوں کی تعداد بےشمار ہیں اس مشن کی بدولت ملت صوفیہ نوربخشیہ کو نشاۃ ثانیہ مل گئی اور اس کے امتیازات کی پہچان ہو گئی۔ انہیں اپنا متاع گمشدہ حاصل ہو گیا۔ مذہب، روایات کی بجائے علی منہاج النبوۃ کے طریقے پر گامزن ہو گیا۔ مسجدوں کی رونقیں ذکر وفکر کی برکت سے اور صدائے اللہ اکبر کی ندا سے اور فضا ذکر لا الہ الا اللہ سے مزین ہوئے۔ نغمہ توحید کی زمزمہ خوانی سے سرزمین امن وآشتی بلتستان کی فضا روحانی بن گئی۔ قدیم حجروں کی لطافت اللہ لطیف سے کی گئی اور معتکفین کی اشک وآنسوؤں سے چمن انستان تصوف کو سینچا گیا جس کی مہکتی خوشبو سے ہزاروں انسانوں کی تقدیریں بدل گئیں۔ ؎

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتے ہزاروں کی تقدیر دیکھی"

بابا فقیر محمد ابراہیم صوفی بلند ہمت (مولانا عارف عکس):

"ان کی اچانک وفات سے وہ دسترخوان سمٹ گیا، پند ونصیحت کی محفل کا چراغ بجھ گیا، اعمال، اذکار و وضائف کے شوقین افراد ایک مشفق، مصلح استاد سے محروم ہو گئے۔ اور معلم علم تصوف کے فیوضات کا سلسلہ رک گیا۔"

بوافقیر حیات وخدمت (سید اکبر کاظمی):

"آپ مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کو مزید ترقی دے کر جامعہ بنانے کے خواہش مند تھے۔ اس سلسلے میں آپ کی ہدایت پر مدرسہ کا سائن بورڈ تبدیل کر کے جامعہ شاہ ہمدان رکھا گیا۔"

بوافقیر کے ساتھ پینتیس سالہ رفاقت (مولانا غلام حسن حسنو):

"تقریر کے دوران وہ اپنی بات کو مدلل بنانے کے لیے مختلف بزرگوں کی کتابوں کے حوالے دیتے۔ بعض اوقات جلدوں اور صفحوں کے حوالے تک دیتے اور ان سے اقتباسات سناتے تو لوگ حیران ہو جاتے تھے۔"

پاسبانِ فخر و تصوف (مولانا شکور علی انور):

''آپؒ کے رحلت سے عالم تصوف کا ٹمٹماتا چراغ بجھ گیا۔ ریاضت و مجاہدوں کے کامل رہنمائی سے ملت صوفیہ نوربخشیہ محروم ہوگئی۔ بلکہ اتحاد بین المسلمین کے داعی ہم سے بچھڑ گئے، دین و ملت کے عظیم روحانی پیشوا ہم سے جدا ہو گئے، پیکر صدق و صفا ہم سے معدوم ہو گئے، تزکیہ نفس اور تحلیہ روح کے معلم اعتکاف اور چلہ کشی کے عظیم نگران سے محروم ہو گئے۔''

ایک روشن چراغ جو بجھ گیا (مولانا رحمت اللہ):

''بوا علیہ الرحمہ کے محفل میں علم و عرفان، زہد و تقویٰ، احکامات اسلامی، اسلامی دنیا کو درپیش مسائل، اچھے مسلمان مومن، روحانیت، انبیاء آئمہ طاہرین اور بزرگان دین وغیرہ کے عنوانات پر ہمیشہ تبصرہ کرتے اس کے ساتھ دینی مسائل اور سائلین کے سوالات پر سیر حاصل بحث کرتے۔''

بوا فقیر ایک ہمہ گیر شخصیت (غلام رسول سر مسکی):

''بوا فقیر مرحوم نے اپنے حسن تدبر، بلند اخلاق، پاکیزہ کردار اور کرامات کے ذریعے عوام الناس کو اپنی جانب متوجہ کیا اور انہیں ظاہری و باطنی تعلیمات سے روشناس کرایا۔ آپؒ کی نگاہ کیمیا اثر اور سیرت مبارکہ میں یہ اعجاز تھا کہ لوگ دیوانہ وار آپؒ کی جانب کھینچے چلے آتے تھے۔ ہزاروں لوگ دشمن بن کر آئے اور دوست بن کر واپس گئے۔''

المناک حادثہ (مولوی محمد شفیع مطہری):

''کہ آپؒ ایک حکیم کی حیثیت سے مریضوں کا علاج کراتے اور ہزاروں مختلف امراض میں مبتلا مریضوں کو یہاں سے شفا ملتی۔ آپؒ دل کے مریضوں کے لیے ایک سپیشلسٹ بھی تھے اور روحانی دلوں اور جسمانی دلوں کی تکالیف دونوں کے سرجنٹ تھے۔''

راہ سفیر امن بلتستان بھی بچھڑ گئے (عبدالرحمٰن میر):

''آپؒ کی انتھک کاوشوں کی بدولت آج سرزمین بلتستان روحانیت کی دنیا میں اپنی مثال آپ ہے۔ بوا فقیر علیہ الرحمہ کی روحانی تعلیمات کی وجہ سے اس مادہ پرستی کے دور میں بھی جوانوں کے دلوں میں جذبہ ایمانی پروان چڑھتا گیا۔ آپ نے ہمیشہ پاکیزہ نفس کو پسند کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے مریدین معاشرتی فلاح و بہبود کے ساتھ ساتھ جرائم اور برائیوں کے خلاف برسر پیکار ہیں۔''

آہ سفیر امن بلتستان بھی بچھڑ گئے (فردوس جمال امریکہ):

''بوا فقیر محمد ابراہیمؒ بلتستان میں آباد نوربخشی صوفی مسلک کے روح رواں اور میر کارواں تھے۔''

جن سعادت مند شعراء نے بوا رحمۃ اللہ علیہ پر منظوم کلام کی صورت میں تعریف و توصیف بیان کی ہے اس کی چند مثالیں بغرض حصول خیر و برکت درج ہیں۔

ڈاکٹر عازی محمد نعیم

ویران کر کے قلب و نظر تم چلے گئے　　اے رونقِ بہار کدھر تم چلے گئے
رنج جدائی سے ابوالعرفان کے صوفیہ　　سنبھلے ابھی نہ تھے کہ اِدھر تم چلے گئے

محمد الیاس ساحلؔ، کندوسی

ہزاروں لوگ گزرے ہیں خدایا تیری دنیا سے
مگر کچھ ایسے بھی گزرے خدایا تیری دنیا سے

اقبال وفا شگری

مرثیہ خواں ہے یہاں پھر سے تصوف کا جہاں
یک لخت آ گیا پرنور گلستان میں خزاں

استاد محمد حنیف

سینے سے تیرا درد مٹایا نہ جائے گا
اے بوا فقیر تجھ کو بھلایا نہ جائے گا

ممتاز حسین نجلوی

حقیقت اور طریقت کے انہی پہ راز افشاں ہیں
چراغ علم و عرفاں کی تمازت مرشدِ کامل

گلزار احمد، کوروی

طریقِ مصطفیٰ سے ریاضت کی کمائی سے
ہر ایک خناس فطرت کا بدلنا یاد آتا ہے

غلام نبی، علی پور

یانگ ژالے ما گالتے گوالے نی چھوی ژیسپہ بوا
میونگمہ یپے شخسا یانگ لے نی چھوی ژیسپہ بوا

شکور علی انور

فراق جان و دل بر ما گراں شد　　کہ در عین بہار بر ما خزاں شد
سکون و راحت جان مریداں　　قضائے لم یزل منظور جاں شد

ایم نعیم ثاقب، سلینگی

گلستان تصوف کی فضائیں سوگ مناتے ہیں
سبھی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں سے دکھ مناتے ہیں

جی ایم عاصیؔ

سارے جہاں کو غم میں ڈبو کر چلا گیا
کر کے ہمیں یتیم وہ بچھڑ کر چلا گیا

بابا رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھ دار فانی سے کوچ کر جانے والے دیگر مرحومین کی ایصال وثواب ور بلند درجات کے لیے دنیا بھر کے متعدد ممالک میں آپ سے روحانی رشتے میں منسلک عقیدت مندوں نے قرآن خوانی، محفل نعت وذکر ور آپ کی متحرک ومتبرک زندگی پر روشنی ڈالنے کے لیے تعزیتی اجلاس کا اہتمام کیا گیا۔ اور علماء ومفکرین نے آپ کی سوانح حیات پر روشنی ڈالتے ہوئے خوبصورت پیرائے میں خراج عقیدت پیش کیا۔ یہ فہرست بھی بہت طویل ہے تاہم جن نوربخشی مراکز پر تعزیتی پروگرام کا بھرپور انتظام کیا گیا وہ درج ذیل ہیں:

سپریم علما کونسل صوفیہ نوربخشیہ پاکستان، جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ جی سیون فور اسلام آباد (ہفت روزہ قرآن خوانی ومحفل ذکر)، جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد (ہفت روزہ قرآن خوانی ومحفل ذکر)، جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ چکری روڈ راولپنڈی، مرکزی سیکریٹریٹ این وائی ایف خپلو، این وائی ایف اسلام آباد یونٹ، این وائی ایف لاہور یونٹ، جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ کورنگی کراچی، جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ منگھوپیر کراچی، جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ کراسنگ کورنگی کراچی، مرکزی انجمن صوفیہ نوربخشیہ سکردو، جامعہ شاہ ہمدان سکردو، مرکزی انجمن صوفیہ نوربخشیہ خپلو، تحریک صوفیہ نوربخشیہ خپلو، آل یوتھس این وائی ایف پاکستان، بیرون پاکستان انڈیا سے لداخ، کرگل، اتر پردیش، دراس، ترتوک، تیاکشی، ڈیرہ ڈون، سعودی عربیہ سے: مکۃ المکرمہ، مدینۃ المنورہ، دمام، مدین، طائف، جدہ ودیگر شہروں میں اس کے علاوہ جاپان، امریکہ، سویڈن، چلی، کویت، اسی طرح دنیا بھر سے متعدد مقامات پر بابا علیہ الرحمہ اور آپ کے ہم سفر مرحومین کی ایصال وثواب ور بلند درجات کے لیے تعزیتی اجلاس محفل ذکر جلی، محفل نعت، قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی کی محفلیں سجائی گئی۔

اور محررین نے بابا کی تعریف وتوصیف میں اردو ادب کے خوبصورت پیرائے اور نادر اصول الفاظات کے ساتھ خراج عقیدت پیش کی جو کہ تاریخ کا ایک سنہری باب بن گیا ہے۔ محررین کے علاوہ مقررین نے بھی بابا کی مذہبی و روحانی خدمات وکمالات پر سیر بحث حاصل کرتے ہوئے اہل دنیا کو صحیح وحقیقی معنوں میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت واتباع آئمہ وسلف صالحین کی پیروی، خیر وشر کی تمیز، حلال وحرام کی پہچان یعنی مقصد حیات انسانی کو بابا علیہ الرحمہ کی تریسٹھ سالہ زندگی کی تناظر میں بیان فرمایا۔ بہت سارے شعراء کے کلام، آرٹیکلز، تقاریر، تصاویر، تعزیتی اجلاس کے آڈیوز وویڈیوز محفوظ کیا گیا ہے تا کہ ان یادگار لمحات اور تاریخی سانحہ کو ہمیشہ سے یاد رکھا جائے۔

گلستان تصوف کے خوش کن وخوشنما کلیہ ذرا غور کیجیے۔ پاسبان ملت، پنجتن کا غلام، لاکھوں فرزندان توحید کا روحانی پیشوا بابا فقیرؒ جن کی بھلائی و پارسائی، بزرگی ودستگیری دنیا کے ہر کونے سے تحریراً اور تقریراً بیان ہو رہی ہے۔ لہٰذا رب ذوالجلال کے حضور آپؒ کا کتنا بلند مرتبہ ومقام ہوگا۔

تمام اہل بصیرت سے بندہ پرتقصیر کی دعوت فکر ہے رسول اکرمؐ کا ان دو قول مبارکہ پر غور فرمائیں کہ مرحوم مسلمان کی نماز جنازہ میں سو آدمی اور تین صفوں کی شرکت سے مرحوم کی مغفرت وبخشش کا سامان بن سکتا ہے تو بائیس اگست 2016 کو صبح سے شام تک نصف درجن سے زائد نماز جنازہ جن میں شرکاء کی تعداد لاکھوں میں ہو لنے والی مرحوم ومغفور (بابا فقیر) کے درجہ ومرتبہ کی بابت غور کریں۔ کہ آپؒ کتنا خوش نصیب ہیں کہ مدرسہ شاہ ہمدان، اقبال شہید پلازہ دمر سیک، کریس تھونک، غوری پیٹرول پمپ، ہری کون کونس تھونک، بلغار پل اور ہائی سکول خپلو کے مقامات پر ادا کی گئی سینکڑوں سے زائد صفیں لاکھوں کی تعداد میں غم واندوہ کے سمندر میں ڈوب کر زم ونازک قلوب کے ساتھ شرکائے نماز اس بات کی خوب تصدیق کرتے ہیں کہ جب معبود کو عبد پر رحمت ومغفرت کی بارش وبرسات کرنا مقصود ہوتا ہے تو ایسے ہی حالات و اسباب پیدا فرماتے ہیں۔

خلاصہ کلام:

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان کے روح پرواز کرنے کے بعد اس کی نیکی اور بدی کے باب بھی اختتام کو پہنچتی ہے۔ یعنی موت کے بعد نیکی کرنے کا اختیار، بدی سے اجتناب کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ تاہم از روئے احادیث نبویؐ بعض لوگوں کو جو حالت ایمان میں دنیا سے رخصت ہوئے کچھ نیکیوں کا صلہ ملتا (باقی صفحہ نمبر 41 پر)

داستانِ خیال

ایک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

خادم حسین نوری

موت برحق ہے تمام انسانوں نے کسی نہ کسی دن فانی دنیا سے کوچ کر جانا ہے لیکن کچھ لوگ اپنی زندگی میں کچھ ایسی یادیں چھوڑ جاتے ہیں جنہیں دنیا ہمیشہ یاد رکھتی ہے۔ یہ ہستیاں ہمیشہ لوگوں کے دلوں میں زندہ و تابندہ رہتی ہے۔ان میں سے ایک حضرت الحاج فقیر محمد ابراہیم (مرحوم) کی ذات گرامی ہے۔ ۲۱ اگست کی شام کو تمام لوگ اپنی اپنی مصروفیات میں محو تھے لیکن 6 بجے کے قریب الحاج فقیر محمد ابراہیم اور ان کے رفقائے کار کی دیوسائی سے سکردو واپسی پر حادثے میں رحلت کر جانے کی اندوہناک خبر آئی۔

اگلے دن صبح جب یہ خبر پہنچی کہ میت سکردو سے خپلو کے لئے روانہ کر دی گئی ہے ۔لہذا میں بھی ساتھیوں کے ہمراہ غواڑی کی جانب رختِ سفر باندھنے کا ارادہ کیا۔ جب ہم ڈغونی پُل کے قریب پہنچے تو وہاں مرحوم کی نماز جنازہ ادا کی جا رہی تھی ۔ڈغونی ،کھرکوہ، بلغار اور تھلے سے ہزاروں کی تعداد میں عقیدت مند جنازے میں شرکت کے لئے اُمڈ آئے۔ نیز اس سے بیشتر کئی علاقوں میں نماز جنازہ پڑھی جا چکی تھیں۔

جب قافلہ گربہ براہ کے مقام پر پہنچا تو وہاں بھی لوگوں کا جم غفیر موجود تھا۔ اِدھر بھی لوگوں کی آنکھوں سے مسلسل اشک رواں تھے۔ یہ منظر دیکھ کر میں بھی اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکا۔ یوں میری آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔ اسی طرح گونگہ براہ میں بھی نماز جنازہ ادا کر دی گئی۔ پھر میت کو خپلو کی طرف روانہ کر دیا گیا ۔تحریک صوفیہ نوربخشیہ اور NYF کے نوجوانوں نے جنازے میں ہزاروں لوگوں کی متوقع شرکت کے پیش نظر ہائی سکول گراونڈ میں نماز جنازہ ادا کرنے کا انتظام کر رکھا تھا۔ بلتستان کے طول و عرض سے آئے ہوئے لوگوں کا سمندر ہائی سکول گراونڈ میں صفوں کی شکل میں موجود تھا۔ جب ایمبولینس گراونڈ میں داخل ہوئی تو کہرام مچ گیا ۔تمام لوگ زار و قطار رو رہے تھے ۔خپلو جیسے چھوٹے شہر میں انسانوں کا اتنا بڑا سمندر میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ لوگوں کا ہجوم دیکھ کر عقیدت و محبت کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔ جنازے میں مختلف مکاتب فکر کے علمائے کرام، آراکین اسمبلی اور مختلف محکموں کے آفیسران بالا بھی شریک تھے ۔صدر علماء سپریم کونسل صوفیہ نوربخشیہ و میر واعظ خانقاہ معلٰی صوفیہ نوربخشیہ براہ جناب سید جمال الدین صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی ۔بعد از نماز جنازہ ہزاروں عقیدت مندوں کو بیک وقت ہوا مرحوم کا دیدار کرانا ممکن نہیں تھا اس لئے میت کو بذریعہ ایمبولینس تدفین کے لئے کھانسر کی جانب روانہ کر دی گئی جبکہ دیگر لوگ پیدل روانہ ہو گئے ۔اس دن مین بازار سمیت خپلو کی تمام دوکانیں بند تھیں جبکہ گورنمنٹ نے بھی عام تعطیل کا اعلان کر رکھا تھا ۔بہر کیف میت کھانسر پہنچنے کے بعد عزیز و اقارب کو مرحوم کا دیدار کرایا گیا۔ اس کے بعد مرحوم کے گھر کے قریب قبرستان میں میت دفن کرنے لے گئے اور ہزاروں عقیدت مندوں نے آہوں اور سسکیوں میں میت کو لحد میں اُتا رہ یوں مرحوم سفر آخرت کو روانہ ہو گئے۔

مرحوم کی موت اہل صوفیہ نوربخشیہ کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے ۔ہم ایک عظیم عالم باعمل روحانی شخصیت سے محروم ہو گئے ۔اُن کی وفات کے بعد اندرون ملک و بیرون ملک مختلف اداروں کی جانب سے تعزیتی ریفرنس کا اہتمام کیا گیا جہاں مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کے ساتھ ساتھ مرحوم کی دینی خدمات پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی۔ نیز وزیر اعلی گلگت بلتستان جناب حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب، گورنر گلگت بلتستان جناب میر غضنفر صاحب، سپیکر گلگت بلتستان اسمبلی جناب حاجی فدا محمد ناشاد صاحب، قائد فقہ جعفریہ بلتستان جناب شیخ محمد حسن جعفری صاحب اور جناب بوا زرت اللہ صاحب خطیب جامع مسجد اہلسنت والجماعت سمیت اہم سیاسی و مذہبی شخصیات نے خپلو آ کر مرحوم کے لواحقین اور اہل صوفیہ

نوربخشیہ کے ساتھ دُکھ کی اس گھڑی میں نہ صرف تعزیت کا اظہار کیا بلکہ مرحوم کی موت کو عظیم قومی سانحہ قرار دیا۔ علاوہ آزیں ڈسٹرکٹ انتظامیہ نے مرحوم کی وفات و چہلم کے روز ضلع بھر میں عام تعطیل کا اعلان کر کے اہل صوفیہ نوربخشیہ کے دل جیت لئے۔

مرحوم نے اپنی پوری زندگی اعتکاف نشینی وعبادت و ریاضت میں گزاری۔ آپ کے مریدین میں چھوٹے بڑے تمام لوگ شامل ہیں۔ آپ نے بھٹکے ہوئے لوگوں کو صحیح راہ پر لگایا اور انہیں تہجد گزار بنایا۔ اعتکاف نشینی کے ذریعے لوگوں کے دلوں کو منور کرانے کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کو دنیا کی رنگینیوں میں غرق ہونے سے بچا کر انہیں اپنی زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق گزارنے کا سلیقہ سکھایا اور لوگوں کے دلوں میں مذہب حقہ سے والہانہ محبت کا جذبہ پیدا کے۔ آپ کے روحانی انقلاب سے ہر کوئی مستفید ہوا۔ آپ نے اپنے مریدین کے ذریعے حال ہی میں تھپلو سے دو گھنٹے کی پیدل مسافت پر اعتکاف نشینی کی انجام دہی کی غرض سے بروق میں سکوت کے مقام پر مسجد امیر کبیر کے نام سے ایک شاندار مسجد تعمیر کرائی جہاں بیک وقت پانچ سو لوگ نماز ادا کر سکتے ہیں۔

بوا فقیر مرحوم سخاوت و مہمان نوازی میں بھی بے مثال و باکمال انسان تھے۔ آپ کے گھر سے کوئی بھی بھوکا نہیں گیا۔ بلکہ بہت سارے غرباء، پاگل و مجنون لوگ نہ صرف آپ کے گھر سے سیر ہو کر کھانا کھاتے بلکہ آپ کے ہاں قیام بھی کرتے تھے۔ آپ اِن لوگوں کی خوب خاطر داری کیا کرتے تھے۔ آپ کے دنیا سے رحلت کر جانے کے بعد ایسا لگتا ہے کہ جیسے بے سہاروں سے اُن کی چھت چھین لی گئی ہو۔ آپ ہر کسی سے عاجزی سے پیش آتے تھے اور سبھی سے محبت کیا کرتے تھے۔ خصوصاً عید کے دنوں میں آپ کے دولت سرا پر بچوں اور بڑوں کا رش لگا رہتا تھا۔ آپ بچوں کو ضرور عیدی بھی دیا کرتے تھے۔ ناچیز نے بوا مرحوم کی صحبت میں زیادہ وقت تو نہیں گزارا البتہ جب بھی اُن کے در پر گئے عقیدت مندوں و علاج و معالجے کی غرض سے آنے والے مختلف مکاتب فکر کے لوگوں کا ہجوم دیکھا۔ شائد ہی ایسا ماحول کہیں اور دیکھنے کو ملے۔ آپ کی وفات سے پیدا ہونے والا خلا کبھی پر نہیں ہوگا۔ مرحوم کی دینی خدمات کو تا ابد یاد رکھنے کے علاوہ آپ کے مشن کو زندہ و تابندہ رکھا جائے گا۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے درمیان اتفاق و اتحاد کی فضا کو برقرار رکھیں اور اپنی زندگی کو قرآن پاک اور محمدؐ و آل محمدؐ کے فرمودات کے مطابق بسر کرنے کی کوشش کریں۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: چشم بصیرت

ہے پاملتے رہتے ہیں۔ درج بالا درجن سے زائد احادیث کے معانی و مفاہیم، مطالب و مقاصد پر از تہہ دل غور و فکر کرے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت انسان کے مرنے کے بعد تجہیز و تکفین، نماز جنازہ، ان کے ایصال وثواب یا بلندی درجات کے لیے ختم القرآن کا اہتمام، نذر و نیاز کا مظاہرہ، تعزیتی پیغامات و توصیفی کلمات و بیانات، لواحقین سے صبر و تحمل کی تلقین و ترغیب، سوگواروں کے غم میں برابر کے شریک ہونے کا اظہار فریقین یعنی مردہ اور زندہ دونوں کے لیے موجب اجر وثواب اور باعث بخشش و مغفرت ہے۔ رب تعالیٰ کو اپنے برگزیدہ بندوں کی سعادت و جسارت نصیب و توفیقات، بام عروج تک لے جانا جب مقصود ہوتا ہے تو ایسا ہی تعجب کن اور حیرت انگیز واقعات و اسباب پیدا فرماتے ہیں۔ سمجھنے والوں کے لیے اس میں بے پناہ فکر و پیغام ہے۔

اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ حالیہ دو یا تین سالوں میں مسلک حقہ کے چند اکابرین، مذہبی شخصیات، اس دار فانی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خیر آباد کہہ گئے۔ جس میں مولانا عبد السلام تھلوی، مولوی غلام رسول براہوی، مولانا غلام حسین نورانی، الحاج سید محمد المعروف مجلو بوا سید، حضرت ابوالعرفان محمد بشیر، مفتی عبد اللہ، پاسبان ملت صوفیہ نوربخشیہ الحاج فقیر محمد ابراہیم قابل ذکر ہیں۔ ان ہستیوں کی سفر آخرت کے موقع پر عقیدت مندوں کی عمل تجہیز و تکفین، نماز جنازہ میں شرکت، دعائے مغفرت کے انتظام و انصرام میڈیا کا قابل تحسین کردار، امراء و سلاطین، علماء و فقہاء، عوام الناس کی ایک ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر الغرض تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا ایک سمندر اس کارِ خیر میں جوق در جوق شریک ہو کر تاریخ کا ایک حسین باب رقم کر چکا ہے۔

فَاعْتَبِرُوا يَاأُولِي الأَبْصَار.

☆☆☆☆☆

دامان خیال

چند رفتگان کے چند سوالات

نورعلی نوردین، بلغاری

قال علیؑ: خالطوا الناس مخالطة ان متم بکوا علیکم وان عشتم حنوا الیکم (نہج البلاغہ)

مولا علیؑ کا فرمان گرامی ہے کہ لوگوں کے ساتھ ایسی زندگی اور طرز معاملات و معاشرت اختیار کرو کہ اگر تم وفات پا جاؤ تو لوگ تمہارے غم میں روئیں۔ اگر زندہ رہو تو لوگوں کے دل میں تمہاری زیارت و دیدار کا اشتیاق و تمنا ہو۔

اگر بنظر غایت معمولی بصیرت کے ساتھ دیکھا جائے تو مولا علیؑ نے اس مختصر سی عبارت و جملہ میں زندگی گزارنے اور تعلقات نبھانے کے ایک عمل عظیم کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور یہی اصول تمام خاصان خدا و صوفیائے عظام کی زندگی میں نمایاں نظر آتا ہے۔ اور یہ مقام (بحالت حیات شوق لقاء اور بحالت موت ذوق بکاء) مال و جمال اور دولت و حشمت سے حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ اس اصل عظیم کے حاصل ہونے کا ایک اور طریقہ و راستہ ہے جو تمام انبیاء علیہم السلام اور صوفیائے عظام رحمہم اللہ کا فرض منصبی اور طرۂ امتیاز رہا ہے۔ وہ ہے تعلق مع اللہ اور الحب فی اللہ والبغض فی اللہ۔ اگر یہ سعادت حاصل ہو جائے تو اس زندگی اور صاحب زندگی کا کیا کہنا۔ اس صاحب زندگی سے انسان و انسانیت کیا غیر ذوی العقول بھی ٹوٹ کر محبت کرنے لگتے ہیں۔ جیسا کہ مظلوم کربلاؑ کی شہادت پر پوری انسانیت و کائنات کا غم کرنا اس کی واضح مثال ہے۔ اور ان خاصان خدا علیہم السلام کی موت پر ہر ایک کا غمگین ہونا اس وجہ سے ہے کیونکہ ان کی زندگی ہر مخلوق کیلئے رحمت و شفقت کا نمونہ ہوتا ہے۔ جیسے کی آپ ﷺ کی جدائی میں ایک کھجور اتنی زار و قطار کے ساتھ رونے لگے تاریخ میں اس کھجور کا نام ہی حنانہ مشہور ہے۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ سائبان شفقت کی جدائی پر رونا خلق کا فطرت ہے۔ بہر یہ اصول (تعلقات من الخلق لوجہ الخالق) جس بندہ خدا کے دل میں رچ بس جائے تو اسکی زندگی محبوب ہوتی ہے۔ اور موت و فراق باعث آہ و نالہ۔ ان خاصان خدا میں علمائے نوربخشیہ بالخصوص علمائے رفتگان نوربخشیہ، مثلاً ابو العرفان علامہ بشیرؒ، درویش لاہوری مولانا غلام رسول براہوئیؒ، مدرس اعظم مولانا عبدالسلام تھلویؒ اور مفتی اعظم محمد عبداللہؒ وغیرہ عیاں و نمایاں نظر آتے ہیں۔ لیکن میرا مطمح نظر اس موقع پر عظیم روحانی بزرگ الحاج فقیر محمد ابراہیم مرحوم و مغفور کی موت پر جو منظر دیکھنے میں آیا۔ اس کی صرف دو علت و سبب اپنی ناقص رائے کے مطابق بیان کرتا ہے۔ میری اس سوچ و فکر سے یقیناً ہر ایک فرد بشر (جس نے بوا مرحوم کی زیارت کی ہو، یا بوا کی مجلس میں کبھی حاضری کا اتفاق ہوا ہو یا کسی سے بوا کا تذکرہ سن بھی لیا ہو) اتفاق کرے گا۔ کہ بوا مرحوم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت تھی اور بوا کی رحمت و شفقت ہر ایک کو اس کی منزل و مقام کے اعتبار سے وافر مقدار میں حاصل تھی۔ چاہے وہ حلقۂ ارادت میں ہو یا علماء ہو یا کسی اور شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والا ہو۔ اور دوسری طرف بھی لوگوں کو بوا مرحوم سے بہت چاہت و محبت تھی۔ اور بوا مرحوم کا رحمت خداوندی بننا نہ کوئی خاندانی وراثت ہے، نہ فوجی عہدہ ہے، نہ جسمانی ڈیل ڈھال ہو سکتے ہیں اور نہ غم و غصہ۔ اگر یہی اوصاف بوا کا ہر دلعزیز بننے کی سبب ہے تو یہ انسان تو کیا، بہت سے جانوروں میں بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔ ان اوصاف سے متصف کوئی انسان یا جانور اگر نظر آئے اس سے محبت کرنے کی بجائے ڈرنے اور دور بھاگنے لگتے ہیں، پتہ چلا ان صفات کی وجہ سے بوا مرحوم محبوب حق و خلق بالکل نہیں بنے۔ بلکہ اس کی علت و سبب کچھ اور ہے۔

جو تعلق مع اللہ کے نام سے موسوم ہے، اور یہ تعلق بوا مرحوم کی زندگی میں چشم فلک نے بخوبی دیکھ بھی اور سن بھی لیا۔ بوا مرحوم اپنی زندگی کی 63 سالہ بہاروں اور پر کیف فضاؤں میں جس پروانہ کے گرد گھومتے اور اڑتے نظر آئے وہ تعلق مع اللہ ہی تھا جو کہ آج کل اعتکاف کے نام سے زبان زد عام ہے۔ اور اپنے غیرے سب معترف ہیں۔ اور اعتکاف میں یہی تو ہوتا ہے کہ بندہ سب سے کٹ جائے اور رب سے مل جائے۔ جس کی واضح مثال اعتکاف کی شرط اول توبہ کے لفظ 'توب الی اللہ' میں 'الی اللہ' ہے۔ اور اس تعلق مع اللہ کے راہ میں جو رکاوٹ ہے وہ ٹوٹ جائے چاہے وہ رکاوٹ گناہ ہو یا شیطان ہو یا منکر رکن دین کی صورت میں ہو۔ جس کی مثال نیت توبہ میں موجود اگلی عبارت 'من الفسق والفجور والمعاصی' ہے۔

اور دوسری علت جو بوا مرحوم کے ہر دلعزیز بننے کی وجہ بنی وہ 'تعلق بالدین' ہے۔ یہ بھی درحقیقت پہلی وجہ کی ایک فرع ہے لیکن اس کو اصل سبب بنانے کا میرا مطلب کچھ اور ہے بہر حال اس مسلک حقہ سے جنون کی حد تک وارفتگی اور شیفتگی بھی بوا مرحوم کی زندگی میں اپنوں غیروں سب نے دیکھ لیا۔ اور تاریخ کے اوراق گواہ ہیں۔ جس بندہ خدا نے ایک ہاتھ میں جام شریعت اور ایک ہاتھ میں سندان عشق اور قرآن کو رہبر و رہنما بنا کر زندگی کے ایام گزارے ہیں۔ ان کی گردنیں بر سر میدان کٹ تو گئی لیکن جھکنا ان کے لیے محال حقیقی تھا۔

جو بندہ دین خدا کے لیے جیتا ہے اور مرتا ہے وہ اصل میں مٹتا نہیں بلکہ مزید بڑھتا اور نشو ونما پاتا ہے، یہی منظر بوا مرحوم کے اس عظیم سانحہ میں دیکھنے والوں نے دیکھ لیا کہ سیاچن کے دامن سے لیکر کراچی کے ساحل تک نغمہ غم گا رہے تھے اور یہ سانحہ یقیناً برادران نوربخشیہ کے لیے ایک عظیم روحانی شگاف اور برسوں تک پر نہ ہونے والا خلا ہے۔

ہم سب کو بخوبی علم ہے کہ ہر ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ یہ آنے اور جانے کا سلسلہ ابتداء سے ہے اور انتہا تک رہے گا۔ جس دن یہ سلسلہ منقطع ہو جائے گا اس دن زندگی ختم ہو جائے گی۔ اور ایک نئی زندگی جس و عقبیٰ و آخرت کہتے ہیں شروع ہو جائے گی۔ جب معاملہ ایسا ہی ہے تو کسی عزیز کی موت پر ہر سوگوار یوں ہی روتا رہے گا؟ جواب نفی میں ہی ہوگا۔ اگر رونا چاہیں تو کچھ عرصہ گزارنے کے بعد آہستہ آہستہ رونا نہیں آتا۔ یہ فطرت خداوندی ہے اور نعمت رب تعالیٰ بھی ہے۔

میرا سوال ہے کہ اگر متوفی قابل نمونہ و تقلید ہو تو ان کے مشن کو اپنا کر مزید پروان چڑھانا چاہیے یا ان کے چلے جانے کے بعد ان کے مشن کو بھی دفن کریں گے؟

میرا دوسرا سوال ہے کہ اگر ہم ان کے مشن پر عمل کرتے ہیں تو بتائیں نوربخشی برادران نے الحاج فقیر محمد ابراہیمؒ سمیت کئی نامور علماء کرام اس فانی دنیا سے گزر گئے ہیں ان کی مشن حیات کو زندہ رکھنے میں کیا کردار ادا کیا ہے؟

اگر کچھ نہیں کیا (جیسا کہ میری سوچ اور مشاہدہ ہے۔) تو کیوں نہیں کیا؟ ان کے قابل عمل مشن کو زمانۂ ماضی کی طرح چھوڑ کر قوم مزید کتنی سانسیں لے سکتی ہے؟ نوربخشی قوم اپنے علمی و عملی ہتھیار کو (جو سب ہتھیاروں سے مضبوط اور کامل ہے۔) زمانہ ماضی قریب کی طرح چھوڑ کر زمانہ آتیہ میں بھی طوق غلامی و ذلت برداشت کرنے کے لیے کہاں تک تیار ہے؟ اور نوربخشی عوام مزید کتنے سال اپنوں کے لباس میں ملبوس ہو کر غیروں کی زہر کو تریاق سمجھ کر پینے کی طاقت رکھتے ہیں؟ اگر زہریلے سانپوں سے دفاع مقصود ہے تو پھر دفاع رونے دھونے سے ہوگا یا قوت فکر و عمل سے؟

اللہ تعالیٰ ہماری قوم کو قوت فکر و عمل سے آراستہ کرے۔ آمین!

محترم قارئین! ان سوالوں کا جواب آئندہ آنے والے نوائے صوفیہ کی شماروں میں دل کھول کر دے سکتے ہیں۔ اور اگر آپ کا بھی کوئی سوال اس فکر کے حوالے سے ہے تو قوم کی خوابیدہ فکر کو مہمیز کا کام دینے کے لیے نوائے صوفیہ کے صفحات آپ کے منتظر ہیں۔

☆☆☆☆☆

اخبار تصوف

دنیائے تصوف کی خبریں

جی ایم شاہین

گنگ چھے

گورنر گلگت بلتستان میر غضنفر علی خان نے گزشتہ روز دیوسائی روڈ حادثے میں جاں بحق ہونے والے نوربخشیہ مسلک کے روحانی پیشوا، مرشد اعظم فقیر محمد ابراہیم کی رہائش گاہ جا کر لواحقین سے تعزیت کی، اس موقع پر انہوں نے کہا کہ میں وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی خصوصی ہدایت پر آیا ہوں۔ وزیر اعظم پاکستان نے فقیر محمد ابراہیم کے لواحقین اور مریدوں کے لئے تعزیتی پیغام بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا کہ الحاج فقیر محمد ابراہیم عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی ناگہانی موت کا سن کر بہت صدمہ پہنچا۔ ان کی موت سے صرف مسلک نوربخشیہ کے لئے نہیں پورے علاقے کے لئے بہت بڑا نقصان ہوا ہے۔ ان کی موت سے جو خلا پیدا ہوگیا ہے وہ تا دیر پُر نہیں ہوسکتا۔ فقیر محمد ابراہیم نے علاقے میں امن کے لئے بہت زیادہ کردار ادا کیا۔ ان کی دینی و علاقائی خدمات کو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ دنیا سے ہر کسی نے جانا ہے یہ فانی دنیا ہے مشکل کی اس گھڑی میں ہمیں صبر کرنا چاہیے۔ اس غم میں ہماری پوری جماعت برابر کی شریک ہے۔ ہم سب کی دعا ہے کہ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا کریں۔ گورنر گلگت بلتستان کے ساتھ صوبائی سینئر وزیر اکبر تابان، وزیر بلدیات فرمان علی، رکن جی بی کونسل سلطان علی خان، رکن اسمبلی کاچو امتیاز حیدر، غلام حسین ایڈوکیٹ، رانی عتیقہ، ریحانہ عبادی اور شیرین اختر بھی موجود تھے۔

رپورٹر: محمد علی عالم

قرآن خوانی

پچھلے دنوں نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کتشوورداس یونٹ کے زیر انتظام جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ کورو کتشوورداس میں بوا فقیر محمد ابراہیم مرحوم کے ایصال وثواب کے لیے قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا جس میں علاقہ کورو سے کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ مرکزی خطیب مولانا غلام حیدر صاحب نے دعائے ختم قرآن اور خصوصی دعائیں کیں۔ آخر میں لنگر کا خاص اہتمام کیا گیا تھا۔ رپورٹر: علی احمد کتشوورداس

قرآن خوانی

الحاج حضرت بوا فقیرؒ کی ساتویں کے موقع پر مرکزی انجمن صوفیہ نوربخشیہ کورو کے زیر انتظام خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ کورو میں قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ صبح سے ہی قرآن خوانی شروع کی گئی جس میں مختلف مکاتب فکر کے سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔ کورو کی تاریخ میں سب سے بڑا فاتحہ خوانی کا مجموعہ جو صبح دس بجے سے لیکر نماز عشاء کے بعد تک انتہائی شاندار انداز میں جاری رہا۔ فاتحہ خوانی میں ہر مکتب فکر کے لوگوں نے شرکت فرما کر باہمی بھائی چارگی کا مظاہرہ کیا۔ خطیب خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ کورو جناب مولانا غلام حیدر صاحب نے دعائے ختم القرآن کے بعد لوگوں سے معافی طلبی اور فاتحہ خوانی کی، مولانا غلام مہدی اور مولانا سلیم اللہ صاحب نے خانقاہ معلیٰ سے بذریعہ لاؤڈ سپیکر فاتحہ خوانی اور دعوت عام کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس موقع پر موجود مرد و خواتین کو آہوں اور سسکیوں میں پایا گیا۔ بوا فقیرؒ اور دیگر مرحومین کی ایصال وثواب کے لیے کی جانے والی یہ فاتحہ خوانی میں نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے جوانوں کی کارکردگی ریڑھ کی ہڈی کے مانند رہی۔ رپورٹر: گلزار احمد کوروی

مرشد اعظمؒ کی موت کی خبر سنتے ہی کہرام

دنیا بھر کی طرح کراچی میں بھی مسلک حقہ صوفیہ نوربخشیہ کے ماننے والوں پر اتوار کی شام قیامت بن کر ٹوٹی۔ جب سکردو میں مرشد اعظمؒ کی حادثے کی خبر پہنچی۔ کراچی کے تمام علاقوں میں لوگ مساجد پر جمع ہونا شروع ہوگئے اور آہ و زاری کر رہے تھے۔ بوا کے عقیدت مند ایک

دوسرے کو دلاسہ دیتے اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔ جبکہ کئی خواتین اور مریدین بے ہوش بھی ہو گئے۔ اس موقع پر گاؤں روانگی سے قبل بوا فقیر مرحومؒ کے بڑے بیٹے بوا عارف صاحب نے تمام اہل نوربخشیہ کو صبر کرنے اور دعا کرنے کی تلقین فرمائی۔ بوا کے انتقال کی خبر سنتے وقت بواؒ کے دونوں فرزندان اور حاجی علی محمد صاحب کا بھی بیٹا کراچی میں موجود تھے۔ جو کہ اسی وقت جہاز کے ذریعے گاؤں روانہ ہوئے۔ اس کے علاوہ کئی مریدین بھی بوا کے جنازے میں شرکت کرنے کے لیے گاؤں کی طرف روانہ ہوئے۔ رپورٹ: NYF کراچی یونٹ

بوا فقیر کی موت کا خبر سن کر جوان کو ہارٹ اٹیک

مرشد کی موت کی خبر سن کر کراچی میں شاہ سید ہاسٹل ۲ منظور کالونی کے طالبعلم نواز علی دل کا دورہ پڑنے سے جان بحق ہو گئے۔ نواز علی کراچی یونیورسٹی میں ایل ایل بی کا طالبعلم اور شاہ سید ہاسٹل میں مقیم تھا۔ ان کا تعلق چھوربٹ امیر آباد سے ہے۔ مرحوم ایک انتہائی نیک، ایماندار اور نمازگزار بندہ تھا۔ نواز علی ہر ہفتے ایک دفعہ توبہ کم از کم کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ جب تک ہفتے میں ایک دفعہ توبہ نہ کرلوں مجھے چین نہیں آتا۔ نواز علی کا معمول تھا کہ روزانہ صبح سویرے اٹھ کر نماز پڑھتے پھر تلاوت قرآن پاک کرتے، اور پھر ورزش کرتے تھے۔ کراچی میں جنازے کے بعد میت کو ان کے آبائی گاؤں روانہ کر دیا گیا۔ اس دوران انتہائی رقت آمیز مناظر دیکھنے کو ملے۔ نواز علی کے دوست اور احباب ایک دوسرے کے گلے لگ کر رو رہے تھے اور دلاسہ دے رہے تھے۔ رپورٹ: پریس سیکرٹری NYF کراچی

NYF سندھ ڈویژن کا سات روزہ سوگ کا اعلان

مسلک حقہ کے روحانی پیشوا، عظیم رہبر کے انتقال پر ملال کی خبر سنتے ہی نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے تمام جوان منظور کالونی میں جمع ہوئے۔ اس موقع پر بہت ہی رقت آمیز منظر دیکھنے کو ملا، ہر آنکھ اشکبار تھی ہر جوان رو رہا تھا۔ کراچی میں این وائی ایف نے سات روزہ سوگ کا اعلان کیا۔ اس دوران تمام تنظیمی سرگرمیاں معطل رہیں اور تمام دفاتر پر تنظیمی پرچم سرنگوں رہے۔ این وائی ایف کراچی نے اس سال اپنا سالانہ پکنک پروگرام بھی کینسل کردیا۔ جو کہ ہر سال عیدالاضحیٰ کے موقع پر ہوتی ہے۔ بوا فقیر مرحومؒ کے روح کے ایصال ثواب کے لئے کراچی میں سات روزہ ختم قرآن بھی ہوا اور ''مرشد اعظم کانفرنس'' بھی منعقد ہوئی، جس میں کراچی بھر سے تمام علماء کرام، مریدین، عقیدت مندان اور جوانوں نے شرکت کی۔ رپورٹ: پریس سیکرٹری

بوا فقیرؒ کے بلند درجات کے لیے محافل ذکر و قرآن

کراچی میں مسلک حقہ صوفیہ نوربخشیہ کی تمام مساجد میں بوا فقیرؒ کے عقیدت مند اور پیروکاران اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار کرنے اور بوا فقیرؒ کی روح کی ایصال ثواب و بلند درجات کیلئے قرآن خوانی اور محافل ذکر کا اہتمام کیا گیا۔ جبکہ چالیس دن تک نماز فدیہ میت کا بھی اہتمام تھا۔ اس سلسلے میں کراچی میں منظور کالونی میں سات روزہ قرآن خوانی و محفل ذکر ہوئی۔ اور آخری اجتماع کے دن پورے کراچی سے لوگ جمع ہو گئے۔ اس موقع پر انتہائی رقت آمیز مناظر دیکھے گئے۔ تمام جوان، بوڑھے اور عقیدتمندان رو رہے تھے اور صبر کی دعا کر رہے تھے۔ سید شہاب الدین نے اپنے خطاب میں بواؒ کے حالات زندگی پر روشنی ڈالی اور ان کی خدمات کو سراہا۔ انہوں نے کہا کہ آج ملت نوربخشیہ اپنی روحانی پیشوا کو کھو چکی ہے، آج ہم سب بے سہارا ہو چکے ہیں مگر ہم راضی برضاء ہیں، ہم اللہ سے مدد اور صبر کی دعا کرتے ہیں، انہوں نے تمام حاضرین کو بوا فقیرؒ کے پیغام کو گھر گھر پہنچانے اور ان کے پیغام پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔

کراچی میں جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ کورنگی عوامی کالونی میں بھی صبح خواتین جبکہ اوراد عصریہ کے بعد مردوں نے سات روزہ قرآن خوانی کا اہتمام کیا جبکہ دیگر علاقوں گلشن اقبال، جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ منگھوپیر، جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ کرامنگ، جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ گلگت کالونی میں بھی انجمن اور این وائی ایف کے زیر اہتمام سات روزہ قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ رپورٹ: پریس سیکرٹری

عظیم الشان کانفرنس بیاد حضرت فقیر محمد ابراہیمؒ

لیگل کمیٹی صوفیہ نوربخشیہ کراچی نے نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن اور مرکزی

انجمن صوفیہ نوربخشیہ کراچی کے تعاون سے حضرت فقیر محمد ابراہیمؒ کے چہلم کے حوالے سے ایک عظیم الشان تقریب اور قرآن خوانی کا اہتمام کیا۔اس موقع پر خواتین کے لئے خاص پردے کا اہتمام کیا گیا۔یہ تقریب کراچی میں اب تک نوربخشی تاریخ کی سب سے بڑی تقریب تھی۔جس میں کراچی بھر سے ہزاروں عقیدتمندوں نے شرکت کی۔اس تقریب میں عوام کی دلجوئی کے لئے بوا کاچو فدا حسین صاحب بھی تشریف فرما تھے۔تلاوت کلام مجید کا شرف محمد حسین تھلوی نے حاصل کیا جبکہ حسنین شگری نے شان سید کونینؐ میں گلہائے عقیدت پیش کیا جبکہ نظامت کا فریضہ گلزار احمد کوروی نے ادا کیا۔مقررین نے یکے بعد دیگرے اظہار خیال کیا۔ جناب بوا نورالدین صاحب نے جامع اور عالمانہ گفتگو کرتے ہوئے مرشد کامل کی اہمیت کو موضوع بنایا، ابوذر خان شگری نے نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن سندھ کی ترجمانی کرتے ہوئے تعلیمات نوربخش کو پھیلانے اور ہر وقت دین وملت کی ترقی وتحفظ کے لیے کوشاں رہنے کا عزم ظاہر کیا۔محمد رضوان نے ترانہ ''مرشد تیرے دم سے ہے آباد چلہ خانہ'' پیش کیا تو لوگ بے اختیار آنسو بہانے پر مجبور ہوگئے۔اس موقع پر رقت آمیز منظر دیکھنے کو ملا۔معروف عالم دین سید شہاب الدین نے نوربخشی زوال میں بوا فقیرؒ مرحوم کی انقلابی کاوشوں کو اجاگر کیا،اوران کے دینی خدمات پر روشنی ڈالی،بزرگ عالم دین بوا عبدالحلیم صاحب نے حسب دستور شعلہ بیانی کا مظاہرہ کیا، چیئرمین لیگل کمیٹی جناب غلام محمد صاحب نے عوام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''لیگل کمیٹی صوفیہ نوربخشیہ ہر وقت عقائد ونظریات اور نوربخشی املاک کی حفاظت کے لئے پرعزم ہے۔ہم قانونی طور پہ ہر جنگ جیت رہے ہیں کیونکہ ہم حق اور سچ کی ترجمانی کر رہے ہیں، ہم انشاءاللہ پہلے سے بھی زیادہ دلجمعی کے ساتھ عقائد کا دفاع کریں گے''۔بوؒا کے مرید اور عقیدت مند احمد علی زیدی صاحب نے بھی اپنے عقیدت کا اظہار اشعار کے ذریعے کیا۔استاد بوا فدا حسین کاچو صاحب نے اپنی خطاب میں مرشد کاملؒ کی تعلیمات کو اُجاگر کرتے ہوئے حضرت بوا فقیرؒ مرحوم کی تحریک کی اہمیت وافادیت کو پیش کیا اور عوامی جوش وخروش کو خوش آئند قرار دیا۔صدر مرکزی انجمن جناب حسن دلشاد صاحب نے عوام اور انتظامیہ سے اظہار تشکر کیا۔اس موقع پر تمام لوگوں نے جناب بوا کاچو فدا حسین صاحب کیساتھ اجتماعی توبہ بھی کی۔آخر میں لنگر عام کا خاص اہتمام کیا گیا جس میں علاقہ بھر کے جملہ مکاتب فکر کے تمام خاص و عام کو دعوت دی گئی تھی۔

رپورٹ: مرکزی پریس سیکرٹری

شاہ سیدؒ لائبریری کا قیام اور تقریب حلف برداری

گزشتہ دنوں NYF گلگت کالونی کورنگی یونٹ کراچی کی حلف برداری کی تقریب ہوئی۔نومنتخب عہدیداران کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔صدر نجم الدین صوفی، ۲۔نائب صدر نجم الدین ثاقب،۳۔جنرل سیکریٹری تصوف، ۴۔فنانس سیکریٹری محمد جنید،۵۔انفارمیشن سیکریٹری محمد الیاس عطار۔

حلف برداری تقریب کے بعد شاہ سیدؒ لائبریری کی بھی شاندار افتتاح کی گئی۔جس کا فیتہ جناب نجم الدین انسوقی صاحب نے کاٹا۔اس موقع پر صدر انجمن مسجد ہٰذا نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یقیناً کورنگی میں لائبریری کا قیام وقت کی ضرورت بن گئی تھی جس کو قیام عمل میں لانے پر کورنگی یونٹ کو ہمہ وقت تعاون کرنے کی یقین دہانی کرائی۔صدر نجم الدین نے صدر انجمن اور سابق صدر این وائی ایف اور شرکائے محفل کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اس موقع پر اپنی قیمتی وقت میں سے وقت نکال کر تشریف لائے۔

رپورٹ: اعظم خان شگری کراچی

نوائے صوفیہ کی مضامین کی کتابی شکل

مجھے یہ بات کہتے ہوئے انتہائی خوشی ہورہی ہے کہ نوائے صوفیہ میں قسط وار چھپنے والا مضمون ''اداریہ'' (جوکہ مختلف عنوانات کے نام سے چھپتے رہے) کوایک کتابی شکل دینے کے لیے سوچا تھا، لیکن آخرکار اپنی ساتھیوں کی مدد سے اس سوچ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ضبط تحریر میں لایا ہوں۔اوران ساتھیوں کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس خدمات کا صلہ ضرور دے گا۔صوفیہ نوربخشیہ میں موجود نشر و اشاعت کی کمی کو دور کرنے کا ایک ادنیٰ سا خدمت پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔اس سے پہلے بھی بندہ ناچیز نے

احوالِ صوفیہ، فضائل اہل بیت، مجموعۂ شریعت محمدیہؐ کو کتابی شکل دینے کے لئے کمپوزنگ کے فرائض سرانجام دے چکا ہوں۔ امید کرتا ہوں کہ آپ سب اس کام کو ضرور پسند کریں گے۔ ہم سب کو نشر و اشاعت کی کمی اور بے قاعدگیوں کو دور کرنے کے لئے مل جل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ رپورٹ: ناصر علی پریس سیکریٹری

عرس حضرت شاہ سیّد محمد نوربخشؒ

گزشتہ دنوں انجمن محمد یہ بلتستانیہ صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد کی زیر نگرانی جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں حضرت شاہ سیّد محمد نوربخشؒ کی عرس کے موقع پر ایک پر وقار محفل کا انعقاد کیا گیا جس میں تمام اہل نوربخشی سے محبت کرنے والے لوگوں نے بھر پور شرکت کی۔ محفل کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت جناب مولانا شفاعت علی ناقیؔ نے حاصل کی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد طالب علم زین عابدین نے پر سوز آواز میں نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کی۔ اس پر وقار محفل میں علمائے کرام، انجینیرز، ڈاکٹرز اور دانشوروں نے شرکت کی۔ مقررین نے حضرت شاہ سیّد محمد نوربخشؒ کی سیرت و کردار پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ الحاج جناب فقیر محمد ابراہیمؒ کی زندگی پر بھی روشنی ڈالی۔ طالب علم نور محمد اور شرف حسین نے حضرت الحاج جناب محمد ابراہیمؒ کی شان میں منقبت پیش کی۔

مقررین حضرات میں سے جناب حافظ ذاکر علی ثاقبؔ، مولانا انور تھلویؔ، مولانا ابراہیمؒ بیگ، مولانا شفاعت علی ناقیؔ نے حضرت شاہ سیّد محمد نوربخشؒ کی زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ آپؒ نے تمام فروعی اختلافات کو ختم کرنے کے لیے الفقہ الاحوط لکھی اور کہا کہ میں ہو بہو پیغمبر اسلامؐ کی شریعت کو اس کتاب میں لکھ رہا ہوں۔ جو آپؐ کے دور میں رائج تھی۔ آخر میں سٹیج سیکریٹری جناب غلام رسول کریمیؔ صاحب کی گزارش پر جناب حسن شگریؔ صاحب نے حضرت الحاج جناب محمد ابراہیمؒ کی زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ آپؒ اللہ کے ایک برگزیدہ ولی تھے۔ بہت مہمان نواز اور انسان دوست ہونے کی وجہ سے نہ صرف پاکستان میں بلکہ پوری دنیا میں آپ کے چاہنے والے اور مریدین موجود ہیں۔ آپؒ نہ صرف مسلک حقہ صوفیہ نوربخشیہ میں ہر دلعزیز تھے۔ بلکہ دوسرے مسالک کے لوگ بھی آپؒ کے پیروکار تھے۔ جس کا ثبوت آپؒ کی وفات کے موقع پر دیکھنے کو ملی۔ آپؒ نے خانقاہی نظام کو دوبارہ بحال کیا۔ اور آپؒ دوامِ وضو، دوامِ توبہ اور دوامِ ذکر کے کاربند تھے اور اپنے پیروکاروں کو بھی اس پر عمل کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ فاچو امین صدر انجمن ہذا نے اپنی تقریر میں کہا کہ عرس شاہ سیدؒ منانے کا اعزاز صرف اس انجمن کو حاصل ہے۔ آخر میں مولانا انور تھلویؔ نے دعائیہ کلمات کے ساتھ محفل کا اختتام کیا۔

رپورٹ: اختر معاذ

فاتحہ خوانی و قرآن خوانی

مرشد اعظم، فخر تصوف، رئیس المتکلمین، الحاج فقیر ابراہیمؒ اور ان کے مریدین کی ناگہانی موت پر کیڈٹ کالج سکردو کے نوربخشی کیڈٹس نے مرحومین کی ایصال وثواب اور مغفرت کے لیے قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ قرآن خوانی کی اس محفل میں کثیر تعداد میں طالب علموں، کیڈٹس اور کالج کے لیکچرارز نے حصہ لیا۔ محفل میں پانچ بار قرآن پاک کو مکمل کیا گیا۔ آخر میں مرحومین کی مغفرت اور سوگواروں کے لیے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔ مفتی ذاکراللہ عزیزی کی دعائیہ کلمات کے ساتھ فاتحہ خوانی اختتام ہوئی۔ رپورٹر: کیڈٹ عرفان الدین

تعاون کی اپیل

مدرسہ اسلامیہ شاہ سید محمد نوربخشؒ (رجسٹرڈ) دم سم مرحوم نوربخشی امنگوں کا ترجمان اور خوابوں کی تعبیر ہے۔ تمام مومن بہن بھائیوں سے دردمندانہ اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اپنے زکوٰۃ، فطرانہ، صدقات اور عطیات کے ذریعے اس اقامتی ادارے کے ساتھ بھر پور تعاون کر کے ملی یکجہتی اور جذبہ ایمانی کا عملی مظاہرہ کر کے ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں۔

اکاؤنٹ نمبر 01-70006349-2315 (HBL تھلو برانچ)

رپورٹر: اراکین وانتظامیہ مدرسہ ہذا

سہ روزہ اعتکاف نشینی

NYF دم سم کے زیر اہتمام خانقاہ معلی صوفیہ نوربخشیہ دم سم میں سالانہ سہ روزہ اعتکاف نشینی کے اختتام پر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں

علاقے بھر کے علمائے کرام، بزرگان دین اور نوجوانوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اعتکاف نشینی کی اس روح پرور عبادت میں تقریباً دوسو معتکفین نے شرکت کی۔ جن کی قیادت جناب سید ناصر حسین شاہ اور جناب بوالحسن صاحب نے فرمائی۔ رپورٹر: منظور حسین

تعزیتی اجلاس

صوفی علی چھوربٹ فرالو مقیم کراچی، مبارک علی یوچنگ مقیم کراچی اور ماسٹر محمد قاسم لقدوم مقیم کوروکی اچانک وفات پر جامع مسجد نوربخشیہ گمبہ سکردو میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوئی۔ جس میں مرحومین کے حق میں فاتحہ خوانی کی اور لواحقین کے لیے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔ رپورٹر: مولانا نثار کوروی

اعتکاف نشینی

خانقاہ معلی ہرگیون میں پہلی بار جناب بوالحسن بلغاری کے قیادت میں سہ روزہ اعتکاف نشینی منعقد ہوئی۔ اس موقع پر چالیس سے زائد معتکفین فیضیاب ہوئے۔ محفل کی اختتام بڑی شاندار جلسہ کی شکل میں ہوئی۔ محفل کی صدارت بوارستم علی صاحب نے کی۔ جلسہ کی اختتام پر ہرگیون یونٹ کا قیام عمل میں لایا گیا اور کابینہ کے اراکین سے حلف بھی لیا۔

رپورٹر: محمد یوسف ہرگیونی

تعزیتی اجلاس

گزشتہ دنوں نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ بنجھی کا ایک تعزیتی اجلاس بنجھی ہاؤس میں منعقد ہوا جس میں فاچو شاھد حامد مقیم علی پور کی وفات پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا گیا۔ اس موقع پر مرحوم کی سماجی، علمی اور مذہبی خدمات کو سراہتے ہوئے زبردست الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ اور مرحوم کی ایصال وثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی۔ رپورٹر: نور علی

اظہار تشکر

میں ان تمام افراد کا ازتہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے میرے والد محترم الحاج فاچو حامد علی (ریٹائرڈ ٹیچر) کی وفات پر اندرون ملک اور بیرون ملک سے بذریعہ فون، sms، ای میل اور گھر تشریف لا کر تعزیت کی۔ لہٰذا میں نوائے صوفیہ کی وساطت سے تمام افراد کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ رپورٹر: فاچو شاھد حامد اینڈ برادرز

حلف برداری

گزشتہ دنوں NYF اسلام آباد یونٹ کی نئی کابینہ سال (2016-18) کے نومنتخب نمائندوں کی حلف برداری ہوئی۔ نومنتخب نمائندوں کے نام درج ذیل ہیں۔

حسنین علی صدر، ذاکر حجانی نائب صدر، ذمرد حسین جنرل سیکرٹری، محمد عمران ڈپٹی جنرل سیکرٹری، ناصر علی فنانس سیکرٹری اور دیگر اراکین شامل ہیں۔

رپورٹر: افضل جگنو

مرشد اعظم کی یاد میں

مرکزی خانقاہ معلی صوفیہ نوربخشیہ کھرکوہ میں مرشد اعظم بوافقیرؒ کے ایصال و ثواب کے لیے خصوصی نماز نفل ادا کی گئی۔ بوامرحوم کے حکم پر جناب صوفی رستم علی کی نگرانی میں خانقاہ ہذا میں اس سال سہ روزہ اعتکاف نشینی منعقد ہوئی۔ سولہ سال بعد خانقاہ ہذا میں محفل اعتکاف نشینی منعقد ہوئی ہے۔ یہ محفل عظیم الشان جلسے کی شکل میں درود وشریف کی گونج کے ساتھ اختتام پزیر ہوئی۔ رپورٹر: محمد اقبال نمبردار

فاتحہ خوانی

مدرسہ شاہ ھمدان صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد میں مرحوم بوافقیرؒ اور دیگر مرحومین کی ایصال وثواب کے لیے سات روزہ قرآن خوانی کا اہتمام کیا۔ جو کہ مدرسہ ہذا کے چاروں کیمپسز میں بھی جاری و ساری رہا۔ اس دوران انتظام و انصرام کے لیے انجمن علی پور، NYF علی پور اور NYF W.Wing علی پور پیش پیش رہے۔ اس کے علاوہ مرحومین کی چہلم کے موقع پر قرآن خوانی کے ساتھ عظیم الشان کانفرنس بیاد بوافقیر منعقد ہوئی۔

رپورٹر: حمیدہ سجاد

حسن کارکردگی

محمد اسلم کوروی طالب علم الحرمین ہاسٹل منظور کالونی کراچی نے میٹرک پارٹ ون کے سالانہ امتحان میں 90% فیصد ریذلٹ لے کر A+ گریڈ میں پاس ہوا۔ اس کے علاوہ محمد جوہر ولد محمد ضامن خپلوی نے اسلام آباد فیڈرل بورڈ میں کلاس 9th کے سالانہ امتحان میں 90% فیصد ریذلٹ لے کر A+ گریڈ میں پاس ہوا۔ ہم ان دونوں ہونہار طالب علموں کو بہت بہت مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

رپورٹر: نثار دانش کوروی

☆☆☆☆☆